لبِ مُماس

وہاب دانش کی نظمیں

ترتیب : جابر حسین

لبِ مماس

وہاب دانش کی نظمیں

کھلے بادباں

اور کشتی

چلے تیز دھاروں پہ

پر شور پانی کو دو نیم کرتی ہوئی

سمندر کے سینے کو

تقسیم کرتی

نہ ڈر ہو بھنور کا

نہ طوفاں کا خدشہ

ہوا آزمانے کا موسم یہی ہے

لبِ مُماس

وہاب دانش کی نظمیں

ترتیب و تہذیب

جابر حسین

اردو مــرکــز، عظیم آباد
پٹنہ

لبِ مُماس

وہاب دانش کی نظمیں

ترتیب و تہذیب : جابر حسین

اشاعت : 1999

قیمت : 50 روپے

ناشر : اردو مرکز، عظیم آباد، پٹنہ

طباعت : پاکیزہ آفسیٹ، پٹنہ

دستیاب

• اردو مرکز، عظیم آباد

247، ایم آئی جی، لوہیا نگر، پٹنہ۔ 800020، بہار (انڈیا)

فون اور فیکس : 0612-354077

• مکتبہ جامعہ

جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 110025

• بک امپوریم

اردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ۔ 800004

LAB - E - MUMAS

Wahab Danish Ki Nazmen

Editor : Jabir Husain

URDU MARKAZ

247 MIG, Lohia Nagar

Patna - 800020, Bihar (India)

Phone - Fax : 0612 - 354077

Rs. 50/-

شعاعیں

اپنی بات

میں ادب کا ایک اوگھڑ طالب علم ہوں۔ اوگھڑ یعنی مجذوب۔ مجذوب یعنی زمانے کی ستم ظریفیوں سے بے نیاز' ایک سودائی۔ میں نے اکثر اپنے اوگھڑپن کا نفسیاتی تجزیہ کیا ہے۔ کبھی کبھی کسی نتیجے تک پہنچا بھی ہوں۔ حالاتِ زندگی لکھنے بیٹھا تو ان تجزیاتی نتیجوں نے میری رہنمائی کی اور آزمائش کی منزلیں آسان ہوئیں۔

ادب کے مطالعے میں اوگھڑپن کا رجحان ہمیشہ میری مدد کرتا رہا ہے۔ طالب علمی کے زمانے میں ذہن میں یہ بات نہ جانے کہاں سے بیٹھ گئی کہ بنیادی طور پر کسی تخلیق کو سمجھنے اور پرکھنے کے لئے تنقیدی کتابوں کا مطالعہ لازمی نہیں۔ تخلیقی کتابوں کی روح تک اپنی رسائی نہ ہو تو تنقیدی جائزے بھی معاون نہیں ہوتے۔

اس سنک نے مجھے ادب کی باریکیوں تک پہنچنے کا ایک معتبر راستہ ضرور بتا دیا' لیکن اس سے میری دشواریاں بھی بڑھی ہیں۔ مجھے بار بار تخلیقی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہے اور ان پر اپنی رائے قائم کرنی پڑی ہے۔اس معاملے میں بعض اوقات اپنے لائق اساتذہ کی آراء سے عدم اتفاق کی منزلیں بھی آئی ہیں۔ برٹش اور امریکی ادب سے وابستگی

کے ابتدائی دور میں ایسے مرحلے بھی آئے جب لارنس' ہیمنگوے' ہارٹ کرین' ٹنیسی ویلیمس اور رابرٹ فراسٹ جیسے عظیم فنکاروں کا تجزیاتی مطالعہ مجھے اپنے اساتذہ کے فکری موقف سے دور لے گیا۔ لیکن وہ زمانہ ادبی و علمی سازشوں کا زمانہ نہیں تھا' اس لئے میرے لائق اساتذہ نے ان فنکاروں کے متعلق میرے نقطہء نظر کا احترام کیا۔

اساتذہ کے اس تعمیری (یا تخریبی) رخ نے میرے اوگھڑپن کو مزید جلابخشی اور جو سنک طالب علمی کے دنوں میں انفرادیت کی شکل لے رہی تھی وہ آگے چل کر ادب کے مطالعے کے معاملے میں میری پہچان بن گئی۔ اب میں چاہوں بھی تو خود کو اس اوگھڑ پہچان سے الگ نہیں کر سکتا۔ اس پہچان نے اپنے نقوش میری عوامی زندگی کی خاردار اور ریتیلی زمین پر بھی چھوڑے ہیں۔

یہ میرے مزاج کا اوگھڑپن ہی تو ہے جو مجھے صدیق مجیبی' پرکاش فکری اور وہاب دانش کی شاعری میں مماثلت اور اشتراک کے پہلو تلاش کرنے کو مجبور کرتا ہے۔

اردو مرکز نے پرکاش فکری اورصدیق مجیبی کی غزلوں کا انتخاب نومبر دسمبر' ۱۹۹۲ میں شائع کیا تھا۔ دونوں کتابیں ادبی حلقوں میں بے حد مقبول ہوئیں۔ ان پر طویل مختصر مضامین لکھے گئے' تبصرے آئے۔ شعروادب کے شائقین نے سفرستارہ اور شجرممنوعہ کی غزلوں میں فکر و احساس کی عصری تازگی محسوس کی اور اشعار کی تخلیقیت اور تابناکی سے حد درجہ متاثر ہوئے۔

ان دو کتابوں کے ساتھ وہاب دانش کی نظموں کا انتخاب بھی شائع ہونا تھا۔ میں نے طے کیا تھا کہ یہ تینوں کتابیں ایک ساتھ سب سے پہلے

رانچی کے اردو دوستوں کی نذر کی جائیں گی۔ لیکن عظیم آباد کی گلیوں میں بہنے والی تندوتیز ہواؤں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

وہاب دانش نے بھی اپنی نظموں کی ایک مختصر قسط بھیج کر خاموشی اختیار کرلی۔ وہ عظیم آباد کی گرم ہواؤں سے متاثر ہو گئے ہوں' ایسا میں نہیں مانتا۔ لیکن ان کی طویل خاموشی میرے لئے آج بھی ایک پہیلی بنی ہوئی ہے۔ میں تو یہ مانتا ہوں کہ ڈاکٹر انور ایرج نے میری ہدایتوں کی روشنی میں وہاب دانش سے ان کی نظمیں حاصل نہیں کی ہوتیں اور بکھرے کاغذات پر درج ان کی تحریریں جمع نہیں ہوتیں تو آج بھی یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں نہیں ہوتی۔

بہرحال صدی کے آخری لمحات میں ہی سہی' وہاب دانش کی نظموں کا یہ انتخاب 'لبِ مُماس' منظرعام پر آرہا ہے۔ میں نے نومبر' ۱۹۹۲ میں سفرستارہ کے لئے 'اپنی بات' لکھتے وقت کہا تھا ——

> صدیق مجیبی' پرکاش فکری اور وہاب دانش' تینوں شعراء ایک ہی ماحول اور ایک ہی سماج میں جیتے رہے ہیں' ایک ایسا سماج جس میں اقدار کی شکست و ریخت کا کینوس نہایت وسیع رہا ہے۔ ان کی شاعری فکر کے الگ الگ روشن اور مقدس دریچے واکرتی ہے۔

وہاب دانش کی نظموں کا انتخاب لبِ مُماس اردو شاعری کی ایک معتبر تثلیث کا اہم گوشہ ہے۔ اس گوشہ کی اشاعت سے پہلے تثلیث کی باقی دو لکیریں اپنی انفرادی آب و تاب کے باوجود میری اوگھڑ ادبی نفسیات کو نامکمل نظر آتی رہی ہیں۔ سچ پوچھئے تو یہ کتاب فکر و احساس کے اس روشن اور مقدس دریچے' جس کا ذکر میں

نے اوپر کیا ہے' سے ہو کر آنے والی ہواؤں کو ایک نیا تجرباتی آہنگ عطا کرتی ہے۔ جب تک شاعری زندہ رہے گی اور فن کی آزمائشیں چلتی رہیں گی' یہ آہنگ بھی تروتازہ رہے گا۔

ایک جانب' سفرستارہ اور شجرممنوعہ میں تقریباً ہر صفحہ پر ایسے اشعار ملیں گے جو انسانی زندگی کو ایک پرنور فکری علامت میں تبدیل کر دیتے ہیں' جو تنہائیوں کو خود کلامی کا تخلیقی اور متحرک عمل بنا دیتے ہیں' اور جو دارورسن کی منزلوں میں بھی ہمارے دلوں میں انصاف کا علم سنبھالنے کی تحریک پیدا کرتے ہیں۔

دوسری جانب' لبِ مُماس کی نظمیں فطرت کے ساتھ انسانی رشتوں کی ایک خوبصورت داستان کہتی ہیں۔ اس داستان میں ادھورے پن کا احساس ہے' تکمیلیت کا جذبہ ہے' دھوپ اور پیاس کی شدتیں ہیں' الم ناکی اور محرومیت ہے' سرکشی ہے' سہرووفا کی نرمیاں ہیں' گردوغبار ہے' تاریکیاں ہیں' پھسلنیں ہیں۔ گویا ان نظموں میں زندگی اپنے تمام حسن' اپنی تمام بے ربطیوں اور تضادات کے ساتھ زندہ اور متحرک ہے۔ ان نظموں میں زندگی کی تلخیوں سے فرار کا کوئی جذبہ نظر نہیں آتا۔ یہ نظمیں ساحل پر' رقص شرر' کی ترغیب دیتی ہیں۔ یہ نظمیں بادبان کھولنے اور ہواؤں کی تندی آزمانے کا حوصلہ دیتی ہیں' کھلی ریت پر ننگے پاؤں کے نشانات بناتی ہیں۔ اس کھلی ریت پر جو کہیں اور حاملہ بن کر بادبانوں میں سیپ بھرتی ہے۔

وہاب دانش نے اپنی نظموں میں خوبصورت زبان استعمال کی ہے اور موثر علامتیں برتی ہیں۔ چلی ہوا تو لرزنے لگی/منڈیر پہ شب/اٹھا غبار تو دیوار و در سے/خواب گرے (سبزہ اور کھنڈر)' موسم اپنے ساتھ نہ لانا/دھول/یہاں تو خوشہ خوشہ/ گرد جمی ہے (بھوری دھول)'

یہاں تو ریت پہ بہتی ہوئی / آکاش گنگا ہے / یہاں سایہ بھی ننگا ہے (شعلم)، حدود اک جبر ہے / اس جبر میں محصور ہر لمحہ / دیار آگہی کا راستہ ہموار کرتا ہے (حدودِ جبر)، کہیں ایسا نہ ہو / کہ آسماں بدظن / زمین ناراض ہو جائے (ابہام دیدہ)، پوکھرن اپنے وستر میں آ / اس صدی کے برہنہ / بدن کو اڑھا / نرم رنگین بادل کی / چادر بچھا (پوکھرن)، میری خاک سر مئی پر / کوئی بوند ہی گرا دے / مجھے آدمی بنا دے (بلاعنوان نظمیں)، جیسی سیکڑوں ترکیبیں ہماری حسیت کو مضطرب بنا دیتی ہیں۔

میں نے اپنے اوگھڑپن میں وہاب دانش کی نظموں کو اپنی رگوں میں رواں ہوتے محسوس کیا ہے۔

میں نہیں چاہتا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت آپ میرے اوگھڑپن کے منفی اثرات قبول کریں۔ میں تو اپنی سرحدوں میں سمٹا ہوا ایک ادنیٰ اوگھڑ ہوں۔ کبھی نیزہ نیزہ بلند ہوں، کبھی ریت ریت، لہولہو۔ کبھی صبح ہوں کبھی شام ہوں۔

صدیق مجیبی نے شاید مجھ جیسے اوگھڑ کی تسکین کیلئے ہی کہہ رکھا ہے ــــ

میری عریانی بھی ہے بے برگ پیڑوں کی طرح
موسم گل اب کے زخموں کی قبا دے گا مجھے

'لبِ مُماس' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میرے لئے اس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہوگی!

۲۸ جولائی، ۱۹۹۹

جابر حسین

بلائے زمینی

خدایا
تری آسمانی ادا
موم بنتے میں دیکھوں
کبھی ایسا ہو کہ
بلندی سے پستی کے در پہ
ترے پانو کی چاپ
چپ چپ سنوں
تو پلکوں سے چوموں

ترے سبز ہاتھوں پہ لب رکھ کے
آنکھوں سے بولوں کہ
اندر چلو
دھوپ کی دھول سے
پھول تلوے لہک جائیں گے
مخملی دودھیا رنگ پک جائیں گے

......اور تو مجھ سے پوچھے کہ
کیا حال ہے؟
......کوئی دکھ
رنج، صدمہ، مصیبت
بلائے زمینی
الم آسمانی
......اور میں

ہنس کے بس تجھ سے اتنا کہوں
......صابریں
......مع الصابریں

○

صراط پر

(ایک)

ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی مور

مور و مگس بنوں
کبھی پر
شفالی سی بوند سے
کبھی لب
خوشی سے میں رنگ لوں
کبھی رقص بن کے ادا ادا
کبھی سُر

سرودِ ہوا بنوں
ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی آب دیکھوں

لہو لہو
کبھی خواب دیکھوں کہ رنگ و بو
کبھی ریت ریت

صراط پر
کبھی دجلہ دجلہ

فرات پر
کبھی شمر شاہی سراب پر
کبھی تیر پہرہ تھا آب پر
ترے ہونٹ دیکھوں کہ آئینہ
ترا رخ مبین انا انا
مگر اے! شہید شمائلی
تری آبرو تھی علی علی

(دو)

تو ہی
نیزہ نیزہ بلند تھا
ترا سر تو خضرا پسند تھا
جو جھکا تو خاک تھی مرمریں
جو کٹا تو ریت تھی احمریں

توی مصطفیٰ توی مصطفیٰ
ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی آب دیکھوں

لہو لہو
کہ سراب دیکھوں

عدو عدو

○

آخری لمس

اسے بھی بلاؤ
کہ وہ بھی
ملوث تھا
اس آخری لمس میں
جسم و جاں کے

ذرا اس کی سوکھی
ہتھیلی پہ
ہلدی نئی مونگ دانے ملو ۔۔
اس کے سینہ پہ
برگِ صفا
لخلخہ
سبزۂ خوش نما
لہلہا
قہقہا
اٹھیں گے ۔۔

اور وہ
اپنے جودی پہ
کشتی بنا
سچ اگل دیوے گا
لمس آخر ہے وہ

○

شب آئینہ ہو جائے گی

آنکھوں، پلکوں
سجدہ کرنا بند کرو
آنسو ڈھلتے موتی ہیں
شب منزل پہ ہوتی ہے
چاروں اور
کھلی ہے مسجد
دوپایہ' محرابوں کی
اس طاق کے سونے پن میں کبھی
وہ روشن نقطہ آئے گا

جب شام
ہوا ہو جائے گی
جب صبح بکھر سی جائے گی
جب سنگ سنور سے جائیں گے

پھر شاخ سنہری بانہوں کی
سورج کو چھانو تلے اپنی
اک لمحہ بھر
سہلائے گی
جب رات کے آنچل سے کوئی
آنسو سا لپٹ کے روئے گا
شب آئینہ ہو جائے گی

○

باتی جلے نہ تیل

ہر وہ گلی اور راستہ
جہاں
لاوارث کتوں نے اپنی
دم اٹھائی
پرچھائی کے چاروں جانب
اک بے پانو کا سایا دیکھا

بھونکا
غرایا
خاکی آدمی کے
خاکی وجود پر
سرخ زباں سے
رال ٹپکائی کہ
انہیں معلوم تھا کہ
ہر راہ
سایہ
صرف
معدوم قدم پر چلتا ہے

اور دیپ؟
اس کے پیچھے

○

کہ شاید گھر نظر آئے

بالائے لب ہے
بوسہ
ریت لگ جائے

کہ ویسے
تشنگی
اور نیلگوں کا
سبز رشتہ ہے
کہ کوئی باغ
تا حد نظر
ناپید ہے لیکن
تہہ دستار
دام خواب ممکن ہے
کہ آنکھیں
بند ہونے تک
کوئی منظر نظر آئے
کہ شاید گھر نظر آئے

○

فضا میں تیر رہے تھے..........

اس کی پیٹھ اور جوڑے پر
پیال کی نرم بالیاں چپک گئی تھیں

شام

سرمئی پگڈنڈی سے
گھڑی اور
گم ہو رہی تھی
اور فاصلہ کم

گھر گھونسلہ لوٹتے پرندوں کے پرے
کاواک، کاواک کی
صدا تھی
اور بیچ ہوا کے
میں
نادم

○

ہوس مند

جب پہلی بار
میری انگلیوں نے
لوح و قلم کے منصب سے
آشنائی کی

تب
کپاس کے ننھے منے روحی پھول
سارے میں
سفید تتلیوں کی طرح

کھلے پنکھ

پرند آسماں
گہرائیاں
وسعت
فضائے نیلگوں
کھڑکی سے گرتی
بوند
شیشہ دھندلکا

اور سامنے
اک گھر.........

نہایا سا
دھلا سا
اور اک چہرہ
ہوا سے نیچے
اک سڈول موسم.........
کچھ تھما سا
پنکھ کھلنے کا
سماں سا
پرند آسماں
بے دام ودانہ
خود اسیر

○

عکس برعکس

سرگوشی......نے
جب......پی لی

دیوار سپاٹ
اجلے پن میں جڑا
آئینہ......نے
سر جنبش کی

میں گم سم سا
کھڑا شکستہ
زیرو کس

زیر عکس
کاربن میں شبد پروتا
اکثر اکثر
صوت وصدا
دہائی دیتا
"میں ہوں تنہا
عکس برعکس"

○

پارسہ لب

ہوا بھی ہوئی
دھوپ میں......

پارسہ لب
کہ ہر آئینہ
عکس گویا ہوا
چھانو میں
شب بہ شب، شب بہ شب
بولتے بام ودر
صحن کیا
طاق نسیاں کی
سفاگی
لاوہب
لاوہب، لاوہب
پارسہ لب
ہوا بھی ہوئی دھوپ میں
چھانو میں
شہر میں
گاؤں میں
پارسہ لب

○

لب جو

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
روانی خشک ہو جاتی ہے
میدانی علاقے میں

کبھی پتھر سے چشمہ پھوٹ پڑتا ہے
کبھی اک تہہ نشیں
خواب شکستہ میں
تمہاری شیر لب تصویر
آ کے سامنے
کچھ کہنے اور نا کہنے کے عالم میں ہوتی ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ
دو پر چھائیاں ملنے سے ڈرتی ہیں
وہ اپنے آپ میں
گہرائیوں میں ڈوب جاتی ہیں
لب ایوب ہوتی ہیں

○

گربہ پرور

جستہ جستہ کتاب کھلتی گئی
باب خفتہ کہ داغ دار نہ تھا
رنگ انگشت کا نشان نہ تھا

سطر نہ گفتہ بہ تھی
سادہ سہی
رحل گم سم تھی بے ارادہ سی

ایسے میں مشق متن جاری ہوئی
قرأت وصوت پارہ پارہ ہوئی

بوسہ دیتے شہاب کو دیکھا
لمحہ عرفاں وہاب کو دیکھا

اور دانش تھا گوشہ پوش کہیں
گربہ پرور سا دوش دوش کہیں

○

تاولیہ

شب التجاء
ذرہ ذرہ سرابی
کہ لب تھے کبودی
کہ خاکستری
کہ خیمے سے خیموں کا
رشتہ الگ تھا۔۔
کہ سگ تھا
کہ راہ شکستہ پروار دبلا تھی

شب التجاء
زخم پرور ہتھیلی پہ
چاند اگ رہا تھا
یا کوئی
زرد نقطے کے گھیرے میں
غرق آب سا ہو رہا تھا

○

وقفہ لاشمار

ماشاءاللہ

تمہاری تھوڑی پہ
اگتا
اسودی مسہ
اور چاہ زنخداں
اور دوشیزہ لب کی قاشیں
کہ گویا
ابھی تک بوسہ اولیں میں

سرتاپا
ایک لمحہ ہے

انتظار کا
وقفہ لاشمار کا

○

نس کام

اے کاش

معلوم ہوتا کہ
سورج کی انتم چھور کہاں تک پھیلی ہے
تو دھرتی کو ڈوبتا دیکھتا

اور پری ساگر میں
گیت گاتے پتوں پر
اوس کے قطرے سمان
پگھل جاتا
موم سا
آمد شام سے پہلے
ڈھل جاتا
نس کام سے پہلے

○

کھلے بادباں......

ہوا آزمانے کا موسم یہی ہے
کہ طوفان سے اپنا رشتہ سوا ہو
بنے موج
گرداب کی پیش خیمہ
بڑھے دائروں کا تسلسل
تو ساحل پہ
رقص شرر ہو

کھلے بادباں
اور کشتی
چلے تیز دھاروں پہ
پر شور پانی کو دو نیم کرتی ہوئی
سمندر کے سینے کو
تقسیم کرتی
نہ ڈر ہو بھنور کا
نہ طوفاں کا خدشہ
ہوا آزمانے کا موسم یہی ہے......

○

رد عمل

سادا تی عمل کے تحت

جب
مختون کیا گیا
تو شدت کرب سے
اور لہو کی پھوار سے
سویا ہوا گوریلا جاگا
دور دور تک
جنگل سہر اٹھا
آگ 'الاؤ اور گپھائیں روشن ہوئیں
پتھر پہ کھدے نقش
مسرور ہوئے
شکاری رزمیہ سے
لہک اٹھی چٹان
تازہ ہوئے تیر کمان
اور جھیل کنارے
ادھ کھلے کنول پر
بوسہ ثبت کیا
جانے انجانے لہولہان کیا
......کھلیان کیا

○

بو

لا یقینی کی شاخ سے
جھولتے شہد کے چھتے
کاروان مگس
اور سوختہ ساماں
دوپہری

بند اسکول کا سناٹا
اور کیتھولک مشن کا بجتا گھنٹا
اڑتی دھول
ماہ رمضان
اور جون کی دھوپ
لنڈ منڈ پیپل کی شاخ پر بیٹھا
کوا
اور زبان پہ اگتے کانٹے
اور ایک بو
زیر لب ایک خوشبو

یہ منظر بھی
گوشہ یاد میں اب تک ہے زندہ
کہ جیسے اپنے ہی دائرہ میں بند
ایک پرندہ
کون جانے تنے پر
کس کا نام ہے کندہ

○

آنسو روتا آنکھوں کو

کیا اندر
کیا باہر

میلہ گاؤں میں
موسم
چہکتے
اترے غول پرندوں کا

تو جانا

رنگ اترتے ہیں

آنگن میں
چھجے بھی ہنستے ہیں
سائے سے سائے ٹکراتے
کھو جاتے ہیں
زینے پر چاند ڈھلے
امرود کے پھول پر
بھنورے منڈلاتے ہیں

ماں کھانسی سی
بابا پھندا سا
گلے میں ڈالے
بچہ سا روتا ہے

ایسے میں
آنسو آنکھوں کو اپنی روتا ہے

○

قد آدم آئینہ

کثیر عکس سے پرے
ریزہ ریزہ
تنکا تنکا بکھرتا

حصار شب
پارہ پارہ آئینہ
شیرازۂ رنگ
قوس شکستہ سے
پھوٹتی انار کی پھوار
اور دھواں
برستی رات اندھکار
راہ

ایک سلسلہ
جھکے شانوں کا
قبر گاہوں سے آتی آواز
کثیر عکس سے پرے
اپنی موت پر نوحہ کرتا
قد آدم آئینہ

○

برگ برگ صدا

ترے آبگینے
اگے چاروں جانب
کھلی ریت پر۔۔۔
مجھ کو آواز دیتے رہے
لمس زمزم
نئی دھوپ
صحرا کی پہلی رفاقت
مجھے شوق سیراب کرتی
سرابی قدم
دشت امکاں پیہم

ترے آبگینے
بچھے ہر قدم ہر قدم
میں تمنا زدہ
ہر اسیری میں مصروف
نفرت بجھی رات کی
وہ ستاروں کی جانب چلی
برگ اک اک جھڑنے لگے

○

لانار

وہی ہے آدمی

پانی کا
جنگل کا

بیاباں کا

وہی ہے نون کا
نان جویں کا
مرغ و ماہی کا

وہی ہے خاک کا
صلب و ترائب
سینۂ احمر کا
مریم اور یزداں کا
وہی ہے چاک کا
بے باک کا

اور آگ کا
اور آگ ہی کا

○

لا تفسیر

سفر ہے آخری لمحہ
طناب جاں
شکستہ سر

بجھی ہے آگ چاروں کھونٹ
خیمہ، زیت، نخل طین
زیتون

فرشتے لاعبادت
حور سادہ لب
تقدس
شاہد و غلماں
عجب سا سلسلہ ہے جاری لمحہ
کن فیکوں
کہ ہر اک شے پہ مٹی
ضرب ہوتی ہے
کبھی تقسیم ہوتی ہے
کبھی خانہ بہ خانہ
حاشیہ ترمیم ہوتی ہے

○

لامتن لاساخت

اک شکستہ آگہی
آئینہ گنجلک
عکس لا۔۔۔

ایک شکل خود نمائی
اک تجاہل جابجا

اک لغات حرف و معنی
ابجد سر نہاں

ایک اقرار حرا
پر کیف سی صوت و صدا

اک ترسیل تقدس
مسئلہ ابلاغ کا
گرہ گرہ واشگاف

لا متن
لاساخت

اقراء اسم اسم
ایک نقطہ
دائرہ در دائرہ
مقسوم ہوتا سر بسر

○

ایک بن باس اور

میں نے جب تیرا وہ فیصلہ سن لیا کہ
مجھے تو نے اس گھر سے جانے کے احکام
جاری کئے
تو مجھے کچھ تعجب ہوا
اور افسوس بھی
کہ مرا گھر میرے واسطے اجنبی بن گیا

میں نے جانے سے پہلے
کھڑے اپنے چاروں طرف
اپنے سب ساتھیوں کو
سسکتے ہوئے دیکھ کے
التجا کی
گزارش کے الفاظ سے
تیرے قدموں کی زینت بڑھائی
کہ تو اپنی ضد چھوڑ دے
اور لمبے سفر میں نکلنے سے پہلے
مجھے روک لے

مگر مجھ کو یہ دیکھ کے کتنی حیرت ہوئی
کہ جنہیں تو نے ملنے سے روکا وہی
میرے ہمراہ چلنے کو تیار تھے

میں تو اب بھی یہاں، سر جھکائے کھڑا ہوں

کوئی اور بن باس ہے تو کہو

○

بلا عنوان نظمیں

(ایک)

مرے پاس کیا اثاثہ
مرے نطق کی انی کیا
مرے پاس لفظ کتنے
مری کورکم نگاہی
مری آنکھ میں سیاہی
مرے لب
صدا گزیدہ
مری میں کی عاجزی میں
کہاں تاب وصف گوئی
مرا ہر بیاں ادھورا
مرے حرف پارہ پارہ
مرے رنگ ٹوٹے پھوٹے
مری روشنی کذائی
مری صدا سپند سائی
وہ بیاں کہاں سے لاؤں
وہ زباں کہاں سے لاؤں
جو سفید صبح سی ہو
جو حسین، حسن سی ہو
جو قبیح ہو نہ قبح ہو کہ
تمام تر کثافت
کا امین بن گیا میں
کبھی آسماں کی حس تھا کہ
زمین بن گیا میں
مری خاک سرمئی پر
کوئی بوند ہی گرا دے
نرا "وادی" ہوں

یا رب۔۔
مجھے آدمی بنا دے
مجھے آدمی بنا دے

○

(دو)

موم معلوم کہ
مستور ہر اک لو میں وہی
شب گزیدہ بھی وہی
صبح بریدہ بھی وہی

شام کے سرمئی آنچل میں
دمکتے دو فرشتے معصوم
موم کے لب سے سلگتے ہوئے
دو نار
سنہرے کج نار
جسم اک سرد
جواں برگ شمار
موم کی بوند میں دو داغ
کلامی کرتے
شوشہ شوشہ میں وہی
جگنو سے جلتے بجھتے
موم معلوم کہ
معدوم ہر اک ضو میں وہی
سر بریدہ بھی وہی
چشم گل نور بھی وہ
دود تا دود وہی
نرم دھواں دھاری بھی
روشنی روشنی
معصوم شرر باری بھی

○

(تین)

نوک نامی سے تیری واقف میں
آب در آب رسمساتا سا

قطرہ
قطرے کے پیچھے شوریدہ
شوشہ
شوشے کے پیچھے نوکیلا
ذرہ
ذرے کے پیچھے شعلہ فشاں
سنگ باری سے آئینہ سرشار
موم سا عکس پارہ صد پارہ
نوک نامی سے تیری
واقف میں
منکشف سر پہ
تیری سنبہ زنی
نرمی جاں میں
خار ساہی سی
گل پسندوں کی آرزو پہ
شرر
شاخ تا شاخ
ہونٹ رکھتا ہوا
رنگ
خوشبو
چمک کو ڈستا ہوا
نوک نامی سے تیری
واقف میں
منکشف لب پہ

بوند بوند کا راز
قطرہ قطرہ لہو کی بے تابی
زخم کے دائرے سے بہتی آنکھ
آنکھ کی راہ سے نکلتی
صدا خوں، بول، آتشزار
سینہ سینہ صلیب آرائی
سر پہ کانٹوں کا تاج زیبائی
نوک نامی سے تیری واقف میں
منکشف سر پہ
تیری سنبہ زنی

○

(چار)

ایک نقطہ تو بھی ہے
روشن، مسلسل، لازوال
آسمانی دائرے میں
میں بھی ہوں
شاداب مٹی کے
کشادہ منصۂ امکان میں
تو اگر باہر نہ آتا
تو صدف کو مل کمل کمہلا سا جاتا
اور گہر معلوم سے محروم رہتا
آسمانی دائرے میں

عرض ناممکن
کہ جوہر
صیغۂ عرفان میں

○

(پانچ)

ہوا حوصلہ دے
نئے بادباں کی نئی ناخدائی کو
استقاط کی انگلیوں سے بچالے
تو غبارہ بننے دے
نیلے گھنے پانیوں پر
ابھرتے ہوئے شنکھ
چکر لگاتی ہری ناف میں
ڈوبنے سے بچالے کہ
کشتی میں اب
نان و نفقہ نمک
ہر یدہ ہوس ہو چکے ہیں کہ
ہر برگ زیتون شعلہ گزیدہ کہ
شعلہ کا سنبہ شجر میں گڑا ہے
ہوا حوصلہ دے کہ
نقطہ و نطفہ پر ابر رواں سر سرائے
نئی دھوپ کی گدگدی رسمسائے
زمین خاک کی کشتی میں

خوشبو
چمک
رنگ بھر کے
دھنک کے اشاروں پہ آگے پڑھے
اور میں
منفرد
ناخدائی کرے
اس میں نوشہ بنے

○

(چھ)

آئینے کے اندر روشن
صحرائی ایک عکس
صحرائی دو ہونٹ
دو ہونٹوں کا بوسہ اقراء
اقراء کا اک شنکھ
شنکھ صدا کو بوسہ دیتا
بالا بال و پر
پر کے اوپر آگے آگے
روشن نور و ناز
ناز کہ نازک نوری نوری
برقی برف کی شاخ
شاخ پہ پتے پارہ پارہ

پارہ درپن در
در پہ رف رف سجدہ سجدہ
پشت سنہری شان
گرم سنہرے بستر پہ اک
آخر نگ
مہمان
نگ کی مہر سنہری
خاتم
خاتم، خاتم ختم
ختم کے اندر باہر پردہ
پردہ رات لباس
پورب
پچھم
اتر
دکھن
مشک بدن کی باس

○

(سات)

ہوا نرم تازہ
پرندوں کی آنکھوں میں
سدرہ کا سایہ
عبادت کی رفتار
بہتے ہوئے موتیوں میں

بجھے انگلیوں کے تبسم
ہری چھاتیوں میں
لہو گدگداتا درختوں کے سینے
نئے جنگلوں میں
خدا بات کرتا
پہاڑوں کی کلغی پہ
آیات کے پھول لکھتا
کبھی موم مریم نوکیلی بلندی کو چھوتا
ہواؤں کی ململ
فرشتوں کے لا آرزو جسم پر
رسمساتا کہ
آمد کی خوش خبریوں سے
زمیں
آسمانی سمن
ابر اول و آخر کا پیارا وطن
مگر روسیاہی کے کچھ
بے ثباتی شقی
اپنے خیموں میں چھپ کر
گھنی ریت پر مرثیہ لکھ رہے تھے کہ
سورج کے ناخون برسے
زمیں پر
الف میم کی سادگی و سفیدی
زمیں بوس
کچھ تو ہو

ناف پر دست افسوس ہو
مگر ریت پر
موم گر کر چمکنے لگی
کوہ ساری بلندی پر
صوت و صدا
ایک آواز
......اذاں بن گئی
شاخ
سم سم کے سینے پہ
عنبر کے خوشے لہکنے لگے
دُود دانوں میں پکنے لگے
چاندنی نرم شاخوں کو
جھولا بنانے لگی
روشنی لوری گانے لگی
پھول دست صبا
آنے والی بہاروں کی
خوشبو
سنانے لگے
رحمتی، رحمتی، رحمتی
بوندباری کا اک
سلسلہ سر پہ تھا
آسماں پھوٹ بہنے کا ایک
صلصلہ سر پہ تھا

○

(آٹھ)

خدا جرم میرا کہ
تیری عنایت کے ناخون سے
میں نے موتی کریدا
خدا جرم میرا کہ
تیری امنگوں کے ناخون سے
میں نے دو بلبلوں کو ابھارا
خدا جرم میرا کہ
تیرے تصور کے ناخون سے
میں نے ہر آئینے میں سفیدی کی چپ کو ٹٹولا
خدا جرم میرا کہ
تیری سفیدی کے ناخون سے
میں نے کالے کرشموں کی شریان میں
گرم تازہ لہو کو اچھالا
خدا جرم میرا کہ
ناخون کی پرورش کی......
کہ ناخون کی شہ
ہر اک دور میں میرے ہاتھوں پہ نازل کہ
ناخون کی ہر ادا
نیلی
پیلی
عقابی
اور پشتوں سے
ہر مسئلہ
مرحلہ
حادثہ
خار پشتی

○

(نو)

آب در آب
پردہ داری میں
موج کے ہونٹ سے
تو ہونٹ ملا
اے صدف
تو بھی کوئی موتی لا
حاملہ ریت
مرگ ساحل پر
بادبانوں میں سیپ بھرنے لگی
موج
پانی میں درد ناف بنی
مرحلوں میں پھنسے
گہر کتنے
لقمہ کام صد نہنگ ہوئے
اے صدف
تو بھی کوئی موتی لا
تو مگس لب
نہ مور فطرت تو

تیری حس کا سپند
ننھا سا
جیسے بوسہ پہ کوئی
نازک تل
اپنی تکمیل کرتا سانسوں میں
خود کو تحلیل کرتا آنکھوں میں
خواب در خواب
آب جوئی میں
درد کی نوک سے
تو نوک ملا
مرگ ساحل پہ
جشن موج منا
اے صدف
تو بھی کوئی موتی لا

○

(دس)

شکستہ زاویہ
اور دائرہ
نقطے سے باہر
تماشہ دیکھا
اہل نظر کا
کہ موسم ساختہ منظر
فضا دریوزہ گر
محلول گرد باد
پھر بھی
ہوائی سانس جاری
دو آتشہ
لہو
رگوں میں
ناگ پھنی
تماشہ دیکھا
اہل نظر کا

○

(گیارہ)

فریب زدہ سایہ
حیرت زدہ
سرو قد کا
تعاقب کرتا
جنگل میں راہ بھول گیا
مرگ نینی
اپنی پرچھائی پر
ڈولتی جھیل کنارے
بے ساعت جھکی
حیرت زدہ ہے

○

دنداں نما

کیا تمہیں پتہ ہے
جنگل کے مست ہاتھیوں کا
جن کے استبھی دانت
محض دنداں نما تھے
بڑے بڑے تن آور درختوں کو
مرعوب کرنے کے لئے
کم قدوں کو
مصلوب کرنے کے لئے
جو لائے گئے تھے
افتخاریہ
انداز و اسلوب کے لئے
کیا تمہیں پتہ ہے
ان دانتوں کا
صلیب بن گئے

○

آہن پوش

بے چراغ رسالہء دل میں
ایک آہن پوش
جبر آزمائی پہ آمادہ
اپنی مخروطی نوکیلی انگلیاں
دیوار جاں
خانہء اماں پہ گزارتا
تیز تنفس کی لو فشانی کرتا
نفرت سے تھوکتا
سنگِ ملامت پر
ٹوٹتا، بکھرتا
ایک آہن پوش
بے چراغ رسالہء دل میں
ایک اجالا سا

○

صدائے عرس

صدائے عرس شب آئی
وداعی ہات تھامے ہے
سویرا کسمسایا
نیند میں
کم چشم جاگی صبح کی مچھلی
سیاہی باسفیدی
نیلگوں پانی پہ ہے تحریر
کچی سی
صدائے عرس لب آئی
وداع لیتی ہے
اب آواز
رخصت ساز وہ لمحہ
صدائے عرس شب آئی

○

بازیچہ گاہ

یہ جمی جھیل کوئی اور ہی شئے لگتی ہے
برف میدان کھلا
سرد اگاس
سرپہ پربت
کلس ہمالہ کا
کج زدہ
شہر صد رسالہ کا
یہ جمی جھیل ہے
بازیچہ گاہ
دھند اور شکارا کا
مون موسم میں کوئی اور ہی
شئے لگتی ہے

○

آئینہ عریاں

میں موہوم سا کھڑا چپ ہوں
آئینہ تک رہا ہے
پانی میں
ایک عریاں الف اور ب
رواں رواں موجی
من منے سی کشتی
اک جزیرے کے
انتظار میں ہے
میں
موہوم سا
کھڑا
چپ ہوں

○

بے ساخت

نظم
لکھواتی ہے
تو
لکھوائے
میں بھی
اپنے سب پرندے
ایک ہی پرواز میں
شب گیر کرلوں گا
پھڑ پھڑاہٹ بھی
ترس جائے گی
ترسے گی تو کوئی
نظم ہوگی
ساخت جس کی
بے بدن
بے روح ہوگی

○

لت پت
اگی جو دھوپ تو
اوس بلائے بیزاری
کبھی تو آئے
بہار قدم تو
خاک ملے
کہ دھول مل گئی
کھلتی کہاں سے
گل زاری
برس برس سے ہے
آسیب سر پہ سایہ فگن
پنپ رہا ہے
یہاں اپنے آپ
سبزہ کیوں
نہ کوئی رنگ
نہ گلشن
نہ شاخ بنت عنب
یہیں سے
سرحد کون و مکاں ہے
تعمیری
سنور تو لے
ذرا کچھ اور
گرتی کھنڈاری

○

سبزہ اور کھنڈر

پنپ رہا ہے یہاں اپنے آپ
سبزہ کیوں
کھنڈر تو کچھ نہیں کہتا
بدلتے موسم سے
نہ کوئی شکوہ
نہ منت
نہ التجا...... فریاد
چلی ہوا تو لرزنے لگی
منڈیر پہ شب
اٹھا غبار تو دیوار و در سے
خواب گرے
گرج کے برسا اگر
آسماں تو چھت

آسماں آگاہ

آسماں آگاہ
شاہیں
جانتا ہے
آشیانہ
شاخ آہو پہ بنانا
گھر بسانا
جانتا ہے
اک بیا
کس ہنر مندی سے بنتی
ہوائی خواب گاہیں
نوک پر
برگ شجر کی
آسمانوں پہ بسیرا
ہر نفس پرواز
خالی اک خلا
منزل تمہاری
اس سے آگے
گرم رکھنے کا بہانہ
اور کبوتر
تر بہ تر

○

چاند

کھلتی ہے اسراریت
ترے آنے سے
جھیل اور نیلے آسماں کی
بادل اور گھنے جنگل کی
دھند اور روشنی کی
آئینہ اور عریاں موزونیت کی
تیرتی جل پری کی
اے
ماہ بہ ماہ
آنے والے
ترا پیام
پیالہ پیالہ
ہالہ ہالہ
روشن رخسا
اجل جلسا
سیدھا پلسا
کھلتی ہے اسراریت
سر شب کی
سر رب کی
تیرے آنے سے

○

مسمار گنبد

شکستہ
سر بریدہ
مسمار گنبد
صدائے ختہ
بازگشت شکن در شکن
پس واپسی
ناہموار زمیں پر
ایک صدمہ
اس صدی کا
گونگی سماعت
عوامی جئے جئے کار سے
بیزار
شکستہ
سر بریدہ
مسمار گنبد

○

مجھے بشر کر

اے
دائرہ زمیں
تو مجھے بسر کر
میری
حاضری، دستخط اور شناخت
کسی خط مماس سے نہیں
سیاق و سباق سے باہر
سمت الراس سے نہیں
مرا اقرار نامہ
کسی منتہی اور ثری پر
مصلوب...... نہیں
مری مٹی
تحلیل ہوئی تو
سکوت سے
ہم کلامی
تفہیم ہوئی تو
اے
دائرہ یقیں
نقطہ نقطہ شرر کر
مجھے بشر کر

○

ریاض ثمروری

برسہا برس
ایک پانو پہ کھڑا
رحمٰن
نخل رمان
ریاض ثمروری کرتا
کم کشادہ
باکرہ زمین کی دوز
آغوش
مروت
صلہ رحمی سے
گہوارہ بنی
برگ و بار لایا
انجانی سرمئی خاک
چہک اٹھی جب پہلی عجمی عنابی
پکی کھجور گری
نباتاتی ۔۔ نوآبادیاتی

○

بے طبق

پس ساخت
وجود و عدم
متن متن
ریشہ ریشہ
نقطہ نقطہ
انگشت تحریر
ناخن تدبیر
بے حرمت برہنہ
اصناف
شہکار عالیہ
مجد دالف اور ب سے
دست بردار
بے ورق
بے طبق
ایک تماشائی
بازیچہ سگاں
جاری

○

گپھا اور مکان

ساری رغبت
سارے حواس
سارا وجود
ایک عجیب مہلک
جذبہ سے
لپک اٹھے
جدل کے لئے
حرکت ۔۔۔۔ سوالیہ
عمل ۔۔۔۔ عالیہ
وصل کے لئے
درندہ
چوپایہ
اب دو قدم استادہ
گپھا اور مکان کی
تفریق سے
تہذیب سے واقف
نہیں

○

بھوری دھول

موسم اپنے ساتھ نہ لانا
دھول
یہاں تو خوشہ خوشہ
گرد جمی ہے
برگ شکستہ حال گرے ہیں
شاخوں پہ سکتہ طاری
پنچھی، کاگا، مینا
زرد گلہری خاک جلی
کل کل کرتے پانی
جھرنے، جھیل، ندی
گدلائے نیل کنول کے تھالے
موسم اپنے ساتھ نہ لانا
بے قابو
منہ زور
ہوا کے جھکڑ
ریت کی لشکر
آنکھوں میں بھوری دھول

○

اکشر بودھ

لا علمی کی اصطلاح میں
گھپائیں
مجسموں کی اسطور بن گئیں
صحیفے کا صفحہ اول
جہان ابجد کی
تخلیقی مخلوق
اسلاف در اسلاف
کہستانی
آباواجداد
صدیوں کے بعد
ہم وار شاد ابی
پہ آئے
تو اکشر بودھ ہوا
پتھر پہ شودھ ہوا
پتھر بول پڑا
اپنی گواہی دی

○

جی حضوری

صدا ٹھہری ہوئی ہے اپنی ضد پہ جی حضوری کیا
دعا
ناگاہ کیا کرنا
کہ سجدہ
روبرو تیرے
بہ رنگ
التجا کرنا
بھرے کاسہ پہ
اترانا
تجھے منظور ہے
یہ جی حضوری
اپنی ضد کا فیصلہ کرنا
صدا
ٹھہری ہوئی ہے
اپنی ضد پہ
جی حضوری کیا

○

رسائی

خدا
میں نے تمہارے واسطے
مسجد بنائی موم کی
مندر اٹھایا اوم کا
گرجا سجایا
مریم مسیح کا
ہر گوشۂ زمیں میں
فصل بوئی
ترے اجالے کی
چاند اگائے ترے نبیوں کے
ستارے سنوارے
تری کالی سیاہ کی رات کی مانگ پر

خدا میں نے تمہارے واسطے
زمیں پہ کہیں
پل صراط نہیں ابھارا
پیدل یا کسی سواری
گزرنے کی راہ ہموار نہ کی
یہاں سے گزرنے کے لئے
لیکن ترا علاقہ
دل کی رسائگی تک
مسجد کی اس گلی سے
مندر کی اس گلی تک
سارے جہاں میں اچھا ہے آسماں ہمارا
ہے چاند ہر گلی میں آنگن میں ہے ستارا
سارا ترا علاقہ
سارا ترا جزیرہ

○

فصل نو کی لہک
لہلہاون کی ہے آخری
جستجو
کون جانے کہ کس کھیت سے
کوئی پودا اُگے
اور تن آور بنے، چھتنار جس کی
شاخیں فلک تا فلک
نیلگوں سے ملیں
سبز بانہوں سے موتی
جھڑے
زمیں خوش ہوئی
کوئی نادان تھی
زمیں لاج سے
اپنے اندر
سمٹتی گئی

○

لاجونتی

زمیں
لاج سے اپنے اندر سمٹتی گئی
جب سنی
ہل چلے جس طرح
اپنی آغوش وا کرتی جا
کھیتوں کے لئے ہے مناسب یہی
چوں نہ کرنا کہ
سونا اگلتی ہوئی
آبرو

شکستہ سرنگوں

ادھوری رہ نہ جائے داستاں کہ
رات بھاری ہے
لبوں پہ مہر لگ جائے
تو کیسے ہو بیاں
قصہ
حکایت در حکایت
حادثوں اور مرحلوں کے ربط پیہم
سلسلے سحر البیان کے
جان من
اب رتجگوں میں
مانس گند کی آواز لرزاں ہے
نہ کوئی شاہ نہ شاہی
نہ کوئی ماہ نہ ماہی
نہ کوئی محل نہ محفل
شکستہ سرنگوں سارے
بت طناز، مہ پارے

○

اگاس زمیں

سب درخت کٹ گئے
اگاس ہوگئی زمیں
اداس ہوگئے مکیں
پرند اپنی ٹولیوں کے ساتھ اڑ گئے تمام
اب نہیں کوئی مقام
اب کریں کہاں قیام
شاخ ہے نہ گھونسلہ
اک اجاڑ سلسلہ ہے دور تک
دام ہے بچھا ہوا عبور تک
کون جانے کب یہاں
درخت سر اٹھائیں گے
تتلیوں سے شاخ پہ
حوصلے سمائیں گے
چہچہے بسائیں گے
ادھ کٹے درخت کے سامنے سوال ہے

○

نکسلی

وہ سیاہ
مزملی رات
جس کی سڑکوں اور گلیوں میں
سپاہ قدموں اور وزنی بوٹوں سے
کراہ کراہ کی
آواز گونج رہی تھی
مکان ایک دوسرے میں سمٹ کر
بند ہو گئے تھے
خوف خوف خوف کی
غلافی
لحافی
سرسراہٹ
دبیز تر تھی
بازگشت کے مدار پر
شہر گونج رہا تھا
دستک کس نے دی
ہتھیلی کس کی تھی
دروازہ کہاں کھلا
وہ کون تھا
جس پر رائفل تنی
نکسلی

○

بے ضمیری

دست بہ دست گھومتا
کاسہ غریب گرد
صف بہ صف صدائے درد
اک ادائے بے حسی
ہر طرف
ہر طرف نگاہ سرد
خال خال سکۂ سیاہ کی دوہائیاں
لب بہ لب دعائیاں
نارساں رسائیاں
بے ضمیر آدمی کا اک ہجوم
اس دشا سے اس دشا پہ
رفت رفت
کیا خبر کہ کون ہے سوالیہ
کون دے جوابیا
فکر ہے کہ شام کی ریل چھوٹ جائے گی
ریل چھوٹ جائے گی
تب سیاہ رات کے دانت کڑکڑائیں گے
آنکھ سرخرائے گی
اک دبیز بے حسی کی
آتما۔۔۔ گل نئے کھلائے گی
اور تمتمائے گی۔۔۔ شب بہ شب

○

گرد گزیدہ

دن ایسے گزر رہے ہیں
جیسے سوپر فاسٹ ٹرین
منظر
گاؤں، بستی، شہر
پل، جھیل، ندی
جنگل، مینار، عکس، کھنڈر
آباد۔۔۔ غیر آباد زمیں
بادل۔۔۔ بے بادل آسماں بھی
ساتھ ساتھ گزر رہا ہے
ایک شور
ایک سوناپن
ایک سالم بحر
ایک زحاف گزیدہ مصرعہ
خط غبار و شکستہ میں لکھا
ایک نوشتہ
ایک شوشہ، چھوٹی بڑی
لویں تھرتھراتی، خالی طاق
ایک لے، یا کوئی شئے
دن ایسے گزر رہے ہیں
جیسے گرد گزیدہ، شام، ڈھول سرِ عام

○

چاپ

کون پیچھا کر رہا ہے
چاپ کس کی
سن رہا ہوں
آنے والی کی سبک رفتار سے
پتوں میں چھپ کے
سرسراہٹ رک گئی
ایک پرندہ
شاخ سے اس شاخ
منڈلانے لگا ہے
گھاس ننگے پانو کی
اسپرش سے کچھ کسمسائی
کون پیچھا کر رہا ہے
چاپ کس کی سن رہا ہوں
آنے والی سبک رفتار سے
لگتا ہے کہ اگلی صدی ہے
جس کے پیچھے میں رواں ہوں
چاپ کس کی
سن رہا ہوں

○

شُعلم

نہ ہو گی ختم
یہ دیوار صحرا کی
یہاں تو دھوپ میں
اک قہقہائے شیر افگن ہے
یہاں سورج کا مسکن ہے
یہاں پہ چھانو کی صورت نہیں کوئی
نہ کوئی پیڑ برگد کا
نہ ٹھنڈی نیم کی چھایا
نہ کوئی گنگ
نہ دجلہ
یہاں تو ریت پہ بہتی ہوئی
آکاش گنگا ہے
یہاں سایہ بھی ننگا ہے
یہاں موسم رکا ہے
ایک سا شعلے کا عالم ہے
برستے آسماں سے آگ کے
اولے کا شعولم ہے
یہاں بنجر پڑے ہیں
جانے کتنی زرد صدیوں کے
یہاں لاشیں ہیں کتنی دفن
ندیوں کی
یہاں ساحل نہیں کوئی
یہاں تو سلسلہ ہے
ایک فصیل فائزا
دیوار ہے
نہ ختم ہوتی ہے
نہ خود کو ختم کرتی ہے

○

عذاب آگہی

عذاب آگہی میں مبتلا ہے
سنگ
منہ سے پھوٹ بہنے کو
عصا بھی
دست موسیٰ میں
لپکتی ہے، مچلنے کو
ادھر ہے نیل بھی بے تاب
رستہ ساز ہونے کو
مگر ایک خضر ہے
خاموش
دیوار یتیمی کے تلے
جوہر چھپانے کو
عذاب آگہی میں مبتلا ہے
دنگ
ساتوں رنگ
جیسے ایک سماں ہو
سکر پرور آسماں ہو
ایسی عرفانی گھڑی
کا مرحلہ بھی
بس گھڑی میں طے کہاں ہو

○

حدود جبر

حصار ٹوٹے گا اک دن
فصیلیں منہدم ہوں گی
کوئی سرحد نہ روکے گی
قدم
پختہ ارادہ ہے
مناظر تا بکئے آلودگی میں
دم بخود ہوں گے
رواں بادل
پرندوں کی قطاریں
جھومتی شاخیں
ٹھاکے مارتی ندی
سنہری تتلیوں کے دل
فلک پیما
ستارے، چاند، سورج
منتظر ہیں وسعتوں کی بیکرانی میں
حدود اک جبر ہے
اس جبر میں محصور ہر لمحہ
دیار آگہی کا راستہ ہموار کرتا ہے
سفر سرشار کرتا ہے

○

روشن دن

(ایک)

اپنے دھوئیں کے مرغولوں سے
تم چراغ بجھانے کے جرم میں پکڑے گئے
قیدی ہو
اس کی سزا عمر قید یا سزائے موت
تم جانتے ہو
تو آؤ اندھیرے میں
وہ چھپا ہوا دن تلاش کریں
روشن سفید کبوتر سا
جس کے پنکھ میں سیاہی مائل بہ کرم ہو
جس کے گداز سینے میں عتابی
آب کاری مائل بہ ارم ہو
تو آؤ
دھوئیں کے مرغولوں میں
روشن دن کو مہ و سال کر دیں
خوبانی سفید پھولوں سے

○

(دو)

کچی زبان میں
کورا برتن اور
ٹھنڈے کنویں کا پانی
دوپہر سے شام تک
پیاس کا
بڑھنا، گھٹنا اور سلگنا
موسم موسم دھوپ اترنا
یاد ہے
پنجرے میں بند ایک پرندہ
گاؤں گھر کے اوسارے میں لٹکتا
دن
جو بہت روشن تھا

○

شب صدمہ

کاجل کی گہری دھار پھیل گئی
رات بدن بے دار ہوئی
انگڑائی پر چھائیں دیوار ہوئی
ایک منظر
ایک نامہ منظر
آنکھوں سے دوچار ہوئی
تصویر تمہاری صورت
کاجل کی گہری دھار پھیل گئی
برسے موتی
بوند سسک ٹوٹی
عارض ولب وگردن مہک اٹھی
شب صدمہ گزر جاتی
کوئی صورت تری خاطر
سحر اپنی بسر ہوتی

○

سمت ناتمام

ابابیلوں کی آواز سنتے ہو
جو منہدم سے باولے
اڑان میں بکھر گئی ہے
بڑے سے آسمان کے نیچے
صدائے طائرن ابابیل
انہدام کے نشے جھومتے سنڈی
گیر وافیل مست کی گج گامنی
چاپ سنتے ہو
بڑے سے آسمان کے نیچے
گلاب گلال کی بارش ہو رہی
تھال بج رہی ہے
کنیاسے کاشغر تک
گجرات سے رنگون تک
جئے جئے کار اور گھی کے دیئے جلے ہیں
ابابیلیں ابھی سمت ناتمام میں ہیں

○

اضطراب

اے
قطرے کے جوہر میں
پوشیدہ اضطراب
تیرا دریا ہے کیا
ترے ساحل کے ناریل
میں بند
سفیدی
دبیز ہونے کا حاصل

اُبی بہنے کا خواب ہے کیا
خوابیدہ سطح
کے اندر انڈتا
آبی اژدری موج آب ہے کیا
اے
قطرے کے جوہر میں
پوشیدہ گوہر نایاب
تو حلقہ حلقہ بھنور کاٹتا
ریت بسر ہے کیوں
تیرے سینے میں
محبوس شیتل شرر ہے کیوں
اے قطرے کے جوہر میں
پوشیدہ اضطراب

○

سیاہ چاندماری

(ایک)

آنکھوں کی کھولی میں
سماگیا تھادکھ
ہلدی کی گانٹھ بن گئی تھی
بوندبوندگرتی
جگر سوزی
لبوں پہ سوکھ گئی تھی
آہ پیڑی سی
دن کے کارن
دھوپ میں لڑی تھی جنگ

(دو)

لیکن رات آئی
سیاہ چاندماری ہوئی
سپیدی جھلملائی تو
آنکھوں کی کھولی میں
سماگیا تھادکھ
ہر بول پہ گرتا تھا
دن کا کٹا کوئی
انگ
صبح، دوپہر، شام
دن کے کارن
مچا تھا کہرام، لیکن رات آئی
آنکھوں کی کھولی میں
سماگیادکھ

○

شناخت

ستر پوشی سے عاری
صدیوں رہ چکا ہوں میں
اس جنگل
اور گپھا میں
چوپایوں اور پرندوں کے ساتھ
برہنہ تہذیب
ننگے تمدن کی روایت میں
برسہا برس گزاری ہے زندگی
اپنی کھال میں
جب آگ
ہوا، پانی کی آتمائیں
میری ہم سائیگی سے خوش تھیں
تب ایک دن
بھونچال آیا
اولے پڑے
زمین پھٹی لاوے ابلے
تحت الثریٰ کے خزینے سے مالا مال ہوئی
سدرۃ المنتہیٰ
آگہی نے ڈیرے ڈالے
تن بدن میں
برہم ہوئی مجھ سے میری برہنگی
اور تو کچھ نہیں
صرف ڈھاک کے تین پات ملے
یا چوپائے کی کھال
جسے اوڑھے اوڑھے
میری کھال بھی موٹی ہوئی
اب یہی لباس ہے
اپنی شناخت اپنے پاس

○

ابہام دیدہ

مخاطب
آسماں ہے یا زمیں
معلوم کر لینا
کہ دونوں کے لئے تشبیب کے
مصرعے الگ سے ہیں
کہیں ایسا نہ ہو
کہ آسماں بدظن
زمیں ناراض ہو جائے

قصیدے میں گریز ناروا کا
موڑ آجائے
ترے سر پہ کوئی الزام عائد ہو
کہ تو بھی عندلیب گلشن ناآفریدہ ہے
سخن فہمی تری گنجلک
بیاں ابہام دیدہ ہے
یہ مشورہ اس لئے دیتا ہوں
جان من
کہ گردش میں گھرا ہے آسماں
برہم طبق سارے
زمیں بھی اپنے محور سے الگ چکر لگاتی ہے
قصیدہ سوچ کے لکھنا
کہیں انعام و خلعت کی جگہ
کاسہ نہ بھر جائے
ملامت سے
خجالت سے
ندامت سے

○

گردن کی گھنٹی بجے
شنکھ بولے
مینار، کلس
السائے، وشرام کرے
گوری دھوپ انگڑائی لے
پہیہ چل پڑے
متوازی نشان
گہرے بہت گہرے ابھرے
آکاش کا
ان دیکھا
انگ دھرتی میں اترے بے لگام
صبح، دوپہر، شام، زمیں کی دوز تک
زمیں دوز تک
صبح ہو جائے
ہے رام

○

آکاش کا انگ

آکاش کا ان دیکھا
انگ
دھرتی کی دوز میں اترے
پو کی چادر پھٹے
شاخ پھڑ پھڑائے
پنکھ
ندی پنگھٹ تک
گاگر آئے

دیوار سے دیوار کا سامنا
کھڑکی، دروازہ، روشن داں
محراب میں
ریشم ریشم تارِ عنکبوت
شہد کی مکھی
اوباش، عیار مکڑا
اس کا رنگ چتلا
اس کی مخروطی، نوکیلی سوئیاں
مکھی کے پروں پر تہہ در تہہ
مہین تانے بانے
جس میں قید سنہرے روپہلے
موسم کے گیت، خوشبو
یہ سب کہاں ہے
تصویر ادھوری ہے
آہستہ سانس بھی کہیں
رکی ہے نا۔۔ ناپوری ہے

○

لے سانس بھی آہستہ

مکمل تو نہیں
کوئی بھی، کچھ بھی نہیں
تکمیل کا آخری نقطہ
نوک، شوشہ
نک سک سے کچھ بھی
درست نہیں
یہ آئینہ سازی
صیقل گری

سیال خیال

ابھی تک وہ بات
کتابوں میں مرقوم نہیں
منظوم نہیں
جو نثر میں
سوچی نہ گئی ہو
لے ‘سر‘ بحر میں

سیال خیال
پارہ پارہ طلسماتی
لہر لہر وفوری
صدا صدا سکوتی
انتر من میں
خامہ خامہ تسطیری
صرف
خوابیدہ عالم سکر میں
نظر آتے ہیں شوشے
لولو آتے ہوئے
ابھی تک
مرقوم نہیں
منظوم نہیں کتابوں میں

○

گہوارہ

دیوار کا ماضی ترین سلسلہ
کوہسار کے تصرف میں
پارا چین ہونے سے قبل
سیاہ فصیل سنتری تھا
ہم شب ہمہ شب ہم سائیگی
نصیب تھی حبیب تھی
دیوار جس کے تحفظ میں
وسعت تھی وحدت تھی
نقطہ بندی، دائرہ کشی تو
اوپر آسماں کا رجحان تھا
اک جہاں نشیب تو
پست میں تھا گردو گشت میں تھا
تسمہ پا تھا پابہ زنجیر
کوتاہ قد تھکان سے
دم واپسیں
دیوار کا ماضی ترین سلسلہ
گہوارہ تھا
ہم شب ہمہ شب

○

اوس نگاہی

عمود وافق گم ہیں
اور سطح ہوا خالی
اب باغ کہاں گل پھل
سبزہ نہ کہیں سنبل
شاخوں پہ پرندوں کی
خاموش خوش الحانی
ہے سیر فسردہ سے
موسم کو پشیمانی
اس اوس نگاہی پہ
کیا صبح بہار آنی
کیا شام طرب گاہی
تف قاف سے آگاہی

○

حاشیہ برداری

ضمیمہ آرائی اور حاشیہ برداری
میں ماہر لب سے کلمے
ادا کرتے ہیں
شاطر دود پرست
ان کے آسمانوں میں
دھند دبنگ دبیز تہہ
ہوتی ہے
دھوپ ریت بوتی ہے
آنکھوں میں
آنکھوں میں حل و عقد شہتیر کے
جنگل بسا لیں
درخت اگا لیں مغیلاں کے
فرق نہیں پڑتا
ضمیمہ آرائی حاشیہ برداری میں

○

ماچس

اندھیرے میں ماچس ملی تو سہی پہ تیلی نہ تھی
رات کٹنے میں روشن پہیلی نہ تھی
ایک گتھی بنی او نگھتی تھی ہوا اور
بھائیں خالی گپھا
چند جگنو سہارے تب و تاب تھی
اب اندھیری سی تصویر میں
آب تھی
آب وہ جو چمکتی ہوئی دھار میں
دھوپ میں ریت میں
نرم سبزہ بچھے کھیت میں
اندھیرے میں
ماچس ملی تو سہی
اس کی تیلی کوئی آخری
دیپ میں جل بجھی
اور ماچس؟

○

اہل روایات

پھر سنگ کا شمار کروں
ترشے ہوئے بتوں کا
ہر میل پر
پابہ گل
رفتار سے بھاگتے
تیزی سے
الٹی دشاؤں کے سفیر
کتنے ساحلوں اور منزلوں پر بنے
معبد کے امین
دست گیر
بتوں کا اسرار سنوں
آغاز سے بھرے دنوں کے
سفر کا انتظار بنوں
خار چنتی رات کے
وصال سہوں
صبح تک
اہل روایات کے
پہیے پہ جگی
رات جگوں

○

آتش کدہ

صدمہ ہوا
بوسہ نہ لینے کی چوک
چبھ رہی
کنچن مانو کوئی کنول کی تھال پہ
ترو تازہ ہو جائے
اوس اداسین
قطرہ ملین
صدمہ روتا ہے اندر اندر
زخم گڑھنے پہ تلا ہے
رگوں میں آنسو سوکھ رہے ہیں
لہو کے دباؤ پر
آتش کدہ کھلا ہے
میرے تیرے لبوں کے
درمیان کی دوری استوار ہے

○

یوم جمہوریہ

یوم کہنے سے
سر پہ گھنا سایہ
شامیانہ، محرابیاں نہیں
بے ستوں آسماں سے
ملوث موسم
سبز سیاہ عنابی
بدرنگ قوس قزح
اگاتا ہے
دن بڑا سیاہ کار ہے
رات اور بھی
گھڑی پہ گھڑی لادے
تالاب تالاب
دھوتی ہے دھوپ کے دھبے
سنگ یومیہ پر
گدھے کے سامنے
ساون جھومتا نہیں
یوم کہنے سے
یوم منانے سے

○

رسہ کشی

بے فکری کے دنوں میں بھی
فکر تھی، رسی چھوٹی اور
کنواں گہرا
سرنگ میں آئینہ
چہرہ سلیٹی سرمئی
پانی کم پیتا ریت کی نمی
تلوے گدگداتی
صحرا و دشت فشت
داستانوں میں قید فضول سمجھتا
کھلے میدان میں آیا
رسہ کشی پہ آمادہ
رسی ٹوٹی
تالی بجی
خالی کنوئیں سے بازگشت نہ آئی
بے فکری کے دنوں میں بھی

○

باز پرس

کبھی
ہریالی بھی شامل ہو جاتی
میرے یاتنا بھرے سفر میں
آکاش کی جہت جہت
کھلے شامیانے میں
سورج جل رہا
دن دھاڑے ننگ دھڑنگ
دھوپ برہنہ بدن ہوگئی
شرم آرہی

سائے کو
برگد کی جٹاؤں میں خود کو سمیٹے
سکڑ سا گیا
سیاہ پتھر کا مستک
ٹھیس لگی
انگوٹھا ابل پڑا
کبھی
ہریالی بھی شامل ہو جاتی
مری راہ گزار میں
تھوڑی دور پگڈنڈی بن جاتی
اور خالی گپھا سے آتی آواز
باز پرس کرتی
تکان سے
دھول میں اٹے اوسان سے

○

رسول

ہنستے جب
آنکھیں
خوبصورت
الوہی نازکی
ملائم
جاذب نظری سے
موم موم ہو جاتیں
بے آواز دلکشی میں
اسیر
وہ
اسیر خود
سپرد...... روحانی ہنسی
کم دیکھی
کم سنی
یہ ہنسی خود کلامی سی

○

سنگ و صبر

سنگ و صبر آزما دنوں میں
ایک دن
ایک دوپہر
ایک درخت کٹ رہا تھا
جنگل دور دور پت جھڑوں میں گونج رہا تھا
بڑے پرندے اور
پانی دور دور جھیلوں میں جا بسے تھے
کوئل کی کوک
ایک ہوک تھی
اندر ایک اور جنگل میں
سبز بازگشت تھی
سنگ و صبر آزما دنوں میں

○

عورت اور تماشہ

چمڑی
نقارہ پہ منڈھی ہوئی
دوں دوں
زیر و بم اگلتی
طبلہ یا مردنگ کی
دھن
دھوں
ہاتھ، ہتھیلی
اور ناخن سے بجتی

چمڑی
کھال کسی چوپائے کی
دوپائے کی بھی ہوتی
اب بھی ہوتی
اب بھی بجتی ہے
چمڑی
سرخیلی
سانلی
جنگل، پہاڑ سنسان ساحل سے
آتی سنائی دیتی
آواز
صرف آواز
ڈھول کی
چمڑی بج رہی ہے
بے تحاشا
عروج پر ہے
عورت اور تماشہ

○

اگیہ ہے منزل

سُر گم شدہ
سینے میں کوئی
لو
سلگ اٹھے
تو اپنی ساخت پہ
روشن ہو
تیرا لمس
تیرے لمس کا بندو
تیرے مس کا جادو
تیرے خس کا عیسو
سُر گم شدہ جستجو
وجدان سے آگے
آگے،
اگیہ ہے منزل

○

جاگا مون

مجھ پہلے
تری آواز جاگی
والشمس کی گائتری
سے طبق گونجے
بال و پر پھڑ پھڑائے
شاخ جھولی
پتے بولے
دعا نے پنکھ کھولے
مجھ سے پہلے
گنبد جاگے
ناقوس واذاں کی
تھرتھراتی صدائے وفوری
ایک متحرک شئے سی
گونج اٹھی
جاگا مون
مکاں، مکیں
کون

○

انگلی کے اشارے پر

لب دعا سے نہیں
انگلی کے اشارے پہ
مرکوز کرلوں گا
نقطہ
دائرہ وسعت سے پرے
کہاں تک پھیل پائے گا
مستور حدیں
آنکھ اوجھل
دشا سے خالی بھی
کیا رہے گی
ہے وقت ایسا
اب دعا سے نہیں
انگلی کے اشارے پہ
رقص کرے گا
گنبد
سلامی کے لئے جھک آئے گا
کلس
کلغی سجدہ ریز ہو گی
مور ناچے گا
اپنے چتلے پانو پر
جنگل جنگل
اب دعا سے نہیں
انگلی کے اشارے پر

O

تجدید تبرا

اینٹ سے اینٹ بجی
غرق ہوگئی
گدلے پانی میں
آثار قدیمہ گزیدہ
مسجد
سلسلہ دراز ہوا
انہدام کا
معبد بے کلس ہوئے
بے سجدہ گرے
لاتی' مناتی' سومناتی
ایک سال
ایسا بھی ہوا تھا
قحط سالی تھی
تلک دھاری
شرعی مقطعوں کی
نمسکار و سلامی کی
ہر سال تجدید تبرا
ہے کیا ضروری

○

بے خدا

بے خدا
ہم نہ تھے
اس گھڑی
جب زمیں آسماں
رنگ تسطیر سے
خوش نمائے نہ تھے
روشنی تیرگی سے گتھی
ایک سربستہ
بے نام' بے رنگ سی بوند تھی
مغربین
مشرقین
یہ دشائیں بھی
ناپید' نااہل تھیں
خاک اور نور
ریشِ تواَمی میں پیہم
جڑے صید تھے
اس گھڑی
بے خدا
ہم نہ تھے
بے بشر
تم نہ تھے

○

دخل و عمل

صاحب دخل و عمل کے
ہاتھوں میں ہیں قلابیں
آسمان و زمین پر نگاہ
سیاہ و سفید پہ دستگاہ
پاسباں ہیں شر کے
حشمت و جاہ
مال و زر کے
صاحب دخل و عمل کے
ہاتھوں بنتے ہیں کاسے
بجتے ہیں تاشے

○

سب بے فائدہ

چٹانوں نے
بارش کو روکا
تودہ جھیل میں بس گئی
ناؤ بھی آنے جانے لگی
پرندوں کی ڈاریں اترنے لگیں
مچھلیاں اپنی رنگت میں
پانی روپہلے سنہرے جھلکنے لگیں
کنول تھالی موتی کی بوندیں
اگیں
ہنسوں کے جوڑے کو
چاند اپنی کشتی بٹھائے
بڑا شاد تھا
چٹانوں نے طوفان کو روکا
ساحل نے منت کی
مچھلیوں نے تسبیح پڑھی
سب بے فائدہ تھا

○

وہ خوشبو

وہ خوشبو کیسی
جو پھولوں میں
پتی میں
ماٹی میں
ترے آنگن کی چپ چپ میں
ترے تلوے سے پھوٹی
تیری سبک خرامی، ہوا میں
گھلی
وہ خوشبو
تری آمد سے پہلے
ماٹی میں ملی

○

آگے بھی رستہ ہے

برباد ہوئی مٹی، پانی بھی غلط برسا
پتھر بھی ہوا ریزہ
یہ کون سا موسم ہے
دن رات کا جو کھم ہے
آباد بہت کم ہے
یہ کون سی بستی ہے
کیوں دھوپ برستی ہے دن رات
اجالے میں
اس گرد رسالے میں
بنجر ہیں پڑے کتنے
اب اور کہاں جانا
ہاں آگے بھی رستہ ہے

○

عکس آئی

اترتا
چاند کیسے
جھیل تو بہنے لگی ہے
توڑ کے پتھر کنارے
ٹوٹ جائے گی
جو کشتی نیل تن آکاش پہ
محو شب رفتار ہے
کون
ٹھہرے آب پہ
پابند
عکس آئی کرے
جھیل کی اوقات پر
موج اور کنارے
پھنس رہے

○

بوباس

مٹی
تری قماش
وہ تو نہیں اب
تری نشوونما
زرخیزی سے عاری ہوئی کب
اداس، سوکھی بھربھری
طاری ہوئی کب
تو کوکھ جلی تو نہ تھی
نسلاً نسلی
ہریالی
شادابی مخملی
مٹی
تری بوباس
وہ تو نہیں اب

○

یہ کیسا عرفان

برگد
تیری گھور جٹائیں
صدیوں گہری دوز زمیں دوز
تیرے
تنے سے بہتے دودھ
سفید ماکھن کی تھل تھل لور
خوبانی سرخ ترے انگور
تیرے
ڈار پات میں
کتنی پہری
کتنی صبحیں کتنی شام
کتنے پکشی
طوطا، مینا
پھدکے، چہکے
مور کرے وشرام
برگد
تیری بانہوں میں جھولے
گہری گہری سانس
ڈوب پہ بیٹھی ڈولے
زرد گلہر کا اوسان
برگد مون سمادھی چھوڑ
یہ کیسا عرفان

○

شہر ناتمام

اک جنازہ
چار شانے
بار اٹھائے
اور پس منظر میں مرگھٹ
اک چتا
جلنے کی
دھک دھک
آس جوئے
لاش بردوشوں کا
شہر ناتمام
جانے کب یہ سلسلہ
ایک کارواں بن جائے
کارواں میں لوگ کتنے
نام کتنے
خاص و عام کتنے؟

○

خانہ خراب

اس طرف سے آ رہی ہے
ہوا جہاں تم ہو
خوش بو
تیرے تن کی
آتی ہے ہو بہو
گلاب سی
اڑتی ہے حباب سی
تری بانہوں میں پھنسی سانس
شباب سی
اس طرف سے آ رہی ہے ہوا
جہاں تم ہو
میری طرف تو ہے کھڑی دھوپ کی قطار
بے حساب سی
خانہ خراب سی

○

دل برستا ہے

ہوا جانتی ہے کہ
کب دھول جمتی ہے
سادہ صفت آئینے پر
کہ کب
نیلگوں آب اترتی ہے
شیشے پہ قطرہ بہ قطرہ
کہ کب
گرد
گردش کو مہمیز دے
آسماں کی طرف
ڈالتی ہے کمندیں
کہ کب
خاک ملتی ہے
توبہ
فلک فام
روشن زمیں پر
ہوا جانتی ہے
کہ بے سانس بنسی نہ بجتی
کبھی مور بن میں
کبھی رقص کرتی
ساون کی جھرمٹ میں کالی
گھٹا ریت کی
دل برستا ہے
جنگل کے گھنگھور میں بے صدا
جانتی ہے ہوا

○

ام البیاں

وہ کتاب ایسی کہ
پڑھنے کے بعد
کتاب پر کتاب نازل ہونے لگے
کوئی سحر
زندہ کرشمہ
سیالی تسطیر
اوراق پر اوراق
پارہ پارہ اقتباس
درج ہونے لگے
سطحِ سنگ، پوش دبنگ پر
وہ کتاب ایسی
کتابی شبیہ کتابی
صد عکس ماہتابی
محرابِ نسیاں میں
سنگِ سویدا سے
ہم کلام
ام البیاں ہونے لگے

○

آوازِ پا

بازگشت سے
رشتہ ہے سائے کا
جسم سا
جو ٹوٹتا نہیں
صدائے خستہ سے
دمِ واپسیں
سناٹے میں
سیر سبک کرتی
چاپ
چپ چاپ سنائی دی ہے
دھڑکن سی
مٹھی میں جکڑ بند
کبوتر کی دھک دھک
کھنڈر سے لوٹتی
آوازِ پا
گریزپا سے

○

ناقد

پتا پتا بوٹا بوٹا نقطہ رکھا ناقد نے
ابجد ابجد نیک شجر کا شاخا مارا
ناقد نے
اک پٹارا الگ ہے اندر
پانی پانی دریا میں
کانٹا کانٹا
کیل قلابہ جال بھنایا
ناقد نے
باتوں کے انبار سے جانے
کیسے کاغذ سنبھلے گا
چاک متن سے
ہیرا موتی مونگا
لایا ناقد نے

○

دائرہ سویدا

اداس لمحوں میں
آگہی... ...روشن
مٹی کا دیا
دائرہ سویدا کی جھلملی کی اسیری پر
ٹوٹتا بکھرتا
طاق کی محرابی پہ جمتی
رات کی دبیز تہہ
آخری پہر سے اٹھتی
نووارد تتلیوں سے
منت کرتی
لو گردی
وصل کی نارسائی پر
نوحہ کرتی
مدھم
مدھم
مٹی کی نشوونما
اداس لمحوں میں
آگہی کا دیا

○

دست رس

خود آگاہی سے
موں ہے مٹی
چاک سے
مخروطی انگلیوں کے گھماؤ سے
خمیدہ کمری
صراحی کے بناؤ سے
کمارن کی قطار پہ
کھڑی قوالن کے دو دھار سے
گنیش کی سنڈ پہ
چڑھی سنہری نار سے
موں ہے مٹی
دست دپا سے
پیکر بے کراں کے
دست رس سے

○

پوکھرن

پوکھرن پہ کھڑی ہے
برہنہ زمیں
اس صدی کی
چھپائے کہاں اپنی
تحت الثریٰ، منطقی پہ
دھواں دھار اڑنے لگے ہیں
پرندے
صلیبوں کی بارش کے
آثار ہیں
پوکھرن اپنے وستر میں آ
اس صدی کے برہنہ
بدن کو اڑھا
نرم رنگین بادل کی
چادر بچھا

○

لا مسلسل

شعور ولا شعور سے ہے آگے
ایک ورق آگہی کا
جس پہ مرقوم ہے
کلام بشر کی خوش بیانی
لا مسلسل صد شکستہ
رواں دواں ہے آبشاری
پابلند جس کی موجیں
بس وبست جس کی روحیں
اک ورق آگہی کا
ہے طویل یہ کہانی
جو نہ ختم ہو وہ روانی
نہ جو قید ہو وہ پانی

○

سانپ مان جا

سانپ
تو
شاخوں کا سہارا نہ لے
گھونسلے میں
انڈے پک رہے ہیں
کیسریہ پروں سے
بھر جائے گا درخت
سانپ مان جا
انڈے نہ کھا
بہار سے پہلے
خزاں نہ بن
تری کینچلی
ہار بنے ڈار ڈار پات پات
اس موسم سے
اپنے پھن کو آب نہ دے
سانپ
سانپ
بابنی بسر کر
بیضہ مور و مگس
سے درگزر کر

○

نوک پر

مقدس پنچھیوں کی نوک پر سے
لکھوں میں نام تیرا
برگ گل
طشت کنول پر
مگر اس ابتداء کے بعد
وہ کلمہ
جو تیرے اسم سے منسوب ہے
وہ نیلگوں پانی میں
گھل جائے
تو اس کا رنگ
سالم رہ سکے گا
کون جانے
جھیل کی نیت بدل جائے
آبی پرندوں کی قطار
در قطار
نوک پر سے
لکھے نام کے اثر سے

O

سبھاؤ

وکالت میں
شبد کا بڑا بھاؤ ہے
جیسے مکالمے میں
لہجے کا صوتی اتار چڑھاؤ
ہجے کا کساؤ
شبد کا صحیح اچارن
جیسے بچے کے
دکھ میں
سکھ میں
بے معنی بامعنی
غوں غوں ہنسی
چیخ۔ چلی پکار دودھ کے لئے
یہ ساری آوازیں
وکالت ہے
سیاہ نہیں سفید ہے
شبد کا سفید بہاؤ ہے
رنگ، انداز
تو اضافی ہے
دکھ سکھ بے معنی نہیں
ایک سبھاؤ ہے

O

درگندھ

ترنگ
جل کی خوابیدہ امنگ
پیالوں میں بند
وفور صدا
قطرہ قطرہ میں سرگم
ندی آبشار اور دریا
صحراؤں کی لے سے بندھی
تھرتھری

ایک کنپن
ترنگ
آنسو آنسو
امنڈتا ہوا ایک
طوفان
طوفان سینے میں کہرام آسا
ایک سیلاب سا
گردرنگ
ترنگ
جل کی خوابیدہ امنگ
زرد آنکھوں میں بند
کوئی نظم
یا بکھرے ہوئے نظام کی پابند
درگندھ

○

مہانگری میں

تنگ ہوتا حلقہ
گرہوں کے کساؤ میں بند
دست نارسا
آخری صف میں
کاسہ اٹھائے
مفلوک الحال مخلوق
انجانے میں پڑے
نان جویں کے گداگر
معبد سے اٹھتا لوبان کا مرغولہ
خم بہ خم دھواں دھواں
آیات' اشلوک
بھجن کرتن
کتے سے آباد شاہراہ کا چورستہ
دھول گرد میں پسپا
ایک ہجوم
جوتوں کی قطار سے اٹھتی بدبو
ایک ہی پتل میں
دونوں کے منہ
لنگر کھاتا سموہ
داتا کی نگری میں
دوپائے' چوپائے
مساوی
متوازی
مہانگری میں

○

سرخ پارہ

لکھنے کا روگ لگ گیا ہے گویا
اظہاری
لکھاری بن گئے ہیں
نقش بر آب
مرتسم بر خاک
ثبت بر سنگ
ہوگئے ہیں سارے متن گویا
زیر سطر پوشیدہ
جہتیں
پرتیں
کسی اور سمت کو
اشارے، کنائے، علائم پر
انگشت نما ہوگئی ہیں گویا
سطحی الفاظ کا پردہ
دبیز ہو گیا ہے
صاف، شفاف، دبنگ
عکس آنکھ اوجھل ہو گیا ہے گویا
آئینے کی پشت سے
سرخ پارہ کھرچ کر
شکل و شبیہہ
رائیگاں
من مانا بیان ہو گیا ہے
گویا

○

پسپائی

پانچ دس کا
چھوٹا کمرہ
دو
دروازے
ایک میں گندہ پردہ
دوجے میں وہ بھی نہیں
بند کھڑکی
پیوند زدہ مچھر دانی
ڈولتا پلنگ
بیٹھو تو تحت الثریٰ ہل جائے
ایک عورت
عالم سپردگی میں
پانچ دس کے نوٹ
کھونٹی پہ ٹنگا اوور کوٹ
لام سے بے نیل و مرام واپس
پسپائی
معرکہ آرائی
جنگ سے ہاتاپائی
سوچو تو سدرا لمنتہیٰ ہل جائے

○

سہو ناروا

صدائے لاالہ آرہی ہے
اذاں کی شان تو
الاّ سے ہے
موذن جاچکا
گنبد ہے خالی
خلا کا سبز سایہ گونجتا ہے
دبنگ اسراریت کی
پیش و پس میں
نمازی
ایک سجدہ بھولتا
یہ سہو ناروا بھی
ایک شئے ہے
کہ سر دوبارہ
جھکنا......اک ادا ہے

○

ہوائی کی اوقات

وہ سجدہ
جو ادا نہیں ہوا
جس کی نیت میں نے کی تھی
اس کا صلہ ملا ہے
مسجد
چورستے پہ کھڑی
راستہ دیکھ رہی ہے
راستہ جو بھول پڑا ہے
کب جانا ہوتا ہے
انجان جانے میں مڑ جاتا ہے
رستہ
ایک موڑ پر
مسجد ساتھ چلتی ہے
اذاں پیچھے چھوٹ جاتی ہے
جس کی نیت میں نے کی تھی
اس کا صلہ
جوتوں کی بے ہنگم قطار میں
ہوائی چپل
برہنہ ہو گئی ہے
جوتوں نے اچھا سلوک نہیں کیا
ہوائی کی اوقات کیا

○

شکستہ پر

دن کے اجالے میں
تھکی ہوئی محراب میں
چھوڑا ہوا سجدہ
منڈلا رہا ہے
ابابیل کے ساتھ
جس کی نارسائی طے ہے
گنبد کا وسیلہ
منبر کا واسطہ
مسجد سے باہر کا راستہ
یہ بھی طے ہے
سجدہ
شکستہ پر
ابابیل کے ساتھ
کھنڈ میں قید
منڈلا رہا ہے

○

ایلی ایلی

کیا وہ درخت
مجرم ہے
جس سے صلیب بنی
جنگل جنگل بلا نازل ہوئی
سبزہ
سبزہ بیگانہ ہوا
برگ و پر اور آشیاں
اڑے ہوا ہوا
کیا اس خطا پہ کہ
اس کے تنے کو
کیلوں کی استواری نصیب تھی
کف دست و پا میں
جڑے رہنے کے لئے
تین دنوں تک لہو
قطرہ قطرہ گرتے رہے
ایلی ایلی پکارتے رہے

○

شجرہ شجرہ

اک کتاب
حوالے سے ہو گئی باہر
کھڑی مثال
کھڑا اقتباس
کیا معنی
کوئی قیاس
کوئی اشتباہ
کیا مطلب
کسے پڑی کہ
ورق پہ بہائے رات اپنی
کسے غرض کہ
صفحہ
باب سر کرے تسلیم
وہ کون ہو گا کہ
تحقیق
تپتا پائے گا کہ
شجرہ شجرہ
شجر کی تلاش
لائے گا

○

رن وے

ہم نے
زمیں کی انتہائی
بستی سے اٹھ کر
کوہسار کی
بلند ترین
منتہی پر
باغ لگائے
انجیر
زیتون
رومان کے
ہوائی پہ فائز
آہنی ابیلوں کو
سطح ہوا کا پھولنا پسند آیا
راتوں رات ہزاروں اتر پڑے
پرے کے پرے
سطح ہوا کے متوازی مرگ زار میں
چہک اٹھا رن وے

○

آواگون

سیاہ رنگ میں آمیزش
پاکیزگی میں سازش
ابتدائی ملگجی
سفیدی کی صف آرائی
تاریخ بنتے حادثے
تہذیب بنتے واہمے
منظر پس منظر کی جادوگری
سحر سامری
آواگون
آمد و رفت
ہست و بود
دائم اسطور کے کھونٹے سے بندھی
ایک گردش
گردش پھیلتی پھیلتی
ایک وشال دائرہ
اپنے مدار سے باہر قدم رکھتا
ایک بچہ اور گوں گاں
کرتا پالنا

○

امام امام خشک سالی

عمامہ

اے عمامہ
ترا رنگ
تیرے گھیرے، گرہیں، بندھن
طرے، کلغی بال ہما، بانکپن
اتاترکی، تیموری
عالمگیری، ظفری
کتنی تری شان، آن بان
منتشر
لیری لیری ایک ڈوری
گہرائی میں اتری
کنویں کی
عمامہ
آب کش
تری فضیلت
کشمکش قطرہ قطرہ جاری
پیاسوں پر
امام امام خشک سالی

○

انگشت قد

ریشہ جاں سے گہرا سمبندھ ہے
بلکہ اس سے سوا
تحریر کی نقش و نوک تسطیر کی
لب و بیاں سے
رشتہ اٹوٹ ہے
انگشت قد خامہ کا
سرسراتی سوچ
کینچلی بدلی ہے
گرم لمحوں کے آنے سے
پگھلتی ہے کیاری کیاری
اوس
کوری دھوپ آنے سے
دیوار ہنستی بولتی ہے
آنگن سے اوسارے سے
شہتیر اوجھل ہو جائے
آنکھوں سے
بلکہ اس سے سوا

○

یوم صلیب

یوم صلیب پہ
بین کرتا ہے جنگل
درخت کی عمر ہے
سینے اور بانہوں اور کف پا میں
کیلیں گزارنے کی
بے آب و گیاہ
دھوپ بسر کرنے کی
گواہ ہے سبزہ بیگانہ بھی
دوب
گلہری، ہدہد، مینا بھی
چٹان بھی سوگ منائی
جنگل کے ساتھ
یوم صلیب پر

○

کرگس کرگس کرگس

محراب نصیب
سر رکھنے والے
ترے شوالے کا آسماں
نقری گھنٹیوں سے گونجے
انار پھوٹے ستاروں کے
کہکشانی پرے اترے
نورانی پرندے کے
محراب نصیب سر رکھنے
والے
تری آکاش گنگا میں
چاند، چکور نہیں
کرگس کرگس کرگس
محراب نصیب آسماں
بے وسعت خالی

○

اعمال نامہ

مندرجہ
اعمال نامہ
زمین کا
اس میں کتنے
گل وبوٹے، نکدے کے جھالر
اور حاشیئے پر
آب زر سے لکھے
شاخ شاخ
برگ وثمر
شمس وقمر
موم وشرر
ساتھ ساتھ
خوش نمائی
حسن کاری
درج سارے لمحہ لمحہ
پتاپتا بوٹا بوٹا
حال گل کا
باغ اور بن کا
مندرجہ کتنے
زمین کے اعمال نامے
دکھ درد
گرم وسرد سے رشتے ہمارے
صدیوں صدیوں
پرانے کام ودہن کا

○

شکوہ کی شلپ

دیوار
اے
دیوار
چین اور پراچین کال
عتیق اور ق-م- سے قبل
میرا قہقہہ اور ٹہاکا
سنا ہے
آسمان ریگستان
سنسان' بیاباں میں
ایک سحر زدہ پر
لمس جاگے ہیں
تیری قربت' دلجوئی تحفظ کے

گپھا بنی ہے
سمٹ کے تو
اونچے پربت کی ناف میں
خیمہ بنی ہجری
ریت ریت سایہ بنی
جنگل جنگل
لوکش سے بنی کٹیا
گھر بسایا
محل سرائے
قلعہ قلعہ
تخت اتارے
دیوار اے دیوار
شکوہ کے شلپ میں
عرض ہے
بس اتنی
راہ نہ اٹھنا
شہر سفر میں
رقص شرر میں

○

نیل گائے اور خس بو

خس بو
گھاس کی باس میں
بھیگا جنگل
گاؤں کا آنگن
ہلکی سریلی دھوپ
نیل گائے کی پشت پر بیٹھا
ایک پنچھی
کدم کے گھنے چھاواں
دوپہری بھوکتا
بن باسی
بولتے ہنستے منظر
اگتے زمین پر
قائم رہے کل بھی
دائم رہے کل بھی
تو جانوں

○

مرگھٹ کا رکھوالا

گنگا یا آکاش گنگا
کس کنارے
میری بستی
میرا گھر کہاں تھا
میں مرگھٹ کا رکھوالا
اپنی پنگھٹ
آپ پیاسا
ندی تو بہتی تھی
گنگا
یا آکاش گنگا
ٹوٹا میں ایک تارہ
کسی کنارے
میری بستی
میرا گھر کہاں تھا
ساحل تو میلوں پھیلے ہیں

○

شعلہ نشیں

رات گہری ہوئی
تواور سی لو
اس رسالے میں جھلملاتی ہے
تیرگی
جس میں
اور سی ہے سوا
روشنی جس میں
پھوٹتی کم کم
کم بھی ایسی کہ
دھند
خواب لگے
ایک خوابیدہ
ملگجا لمحہ
زحل سے ٹوٹ کے گرے
توانار
پھول برسائے
فرفرائے بہار
اس رسالے کی
روشنی جس میں دم بہ دم
شعلہ نشیں

○

بے نک سک

قابل متن نہیں شاخ بے ثمر
لچکتی نہیں ہوا سے
سبک پرند کی چہک سے
قابل ذکر نہیں سیر چمن
بے رنگ' بے مہک
بے نرگس و بے ختن
قابل تحریر نہیں بے سطر
پوشش نہیں خط غبار سے
عاری گل بدن نار سے
قابل گرفت نہیں ساخت
بے نک سک بے نوک
سپاٹ پن سے
بے وجہ بے متن سے

○

تس کری تابوت کی

سیاہ لیڈ کا
ڈاٹ پین
اس کے کوٹ کی
انڈر گراؤنڈ جیب سے برآمد ہوئی
اور سزائے موت کا
فیصلہ صادر ہوا
آواز آئی ٹھہرو
سزائے موت منسوخ
اذیت موت کا سلسلہ دراز ہو
موت تماشائی ہو
یا تنا دردناک یا تنا
کرب العظیم
موت نے پہلی بار
اپنی زندگی میں
مزار فنا سے
سر نکالا
سیاہ لیڈ کے پین سے بنایا ہوا نشان
محض بکس بدلنے کا منتر تھا
نشان تو اس لئے بنایا گیا تھا کہ
بکس بدلنے میں آسانی ہو
تس کری
یوں بھی ہوتی
تابوت کی
سفر میں
قبر میں

○

شاخ زیتون

سراغ نہیں ملتا
آسمان اور زمیں میں
کہاں روپوش ہو گیا ہے
اہمال واشکال سے پرے
سکوت میں گم
درخت کچھ کہتا بھی نہیں
خموشی کی زباں
برگ وبال بھی کھلتے نہیں
پروں کی پھڑ پھڑاہٹ
بازگشت نہیں بنتی
شاخ زیتون سے دو پاتی
چونچ میں تھامے آتا بھی نہیں
ہریالی مستول پر
لہلہاتی نہیں
اور آخر کتنے چالیس دن
چھلنی چھت کے نیچے ہے
بسیرا
کب اٹھے گا کشتی سے ڈیرا

○

اگن کنڈ

اول تا آخر
بنیاد سے بلندی کی انتہا تک
جستجو جاری، کرید کند نہیں ہوتی
سراغ پھر بھی نہیں لگتا
چنگاری کا
شعلہ بجھے تو کیسے
کنواں گہرا بہت گہرا پاتال میں تلیا
بھنور اندر بہت اندر
سرنگ در سرنگ
آتش کدہ
الاؤ پھر بھی نہیں ہوتا
کم، کچھ کم، کم سے کم
یہ کیسی آگ لگی ہے
یہ کیسا فائر ایریا ہے
یہ کوئی دھنباد یا جھریا ہے
یا جزیرہ آتش پرست
یا اگن کنڈ
یا زمیں دوز کوئی آفتاب
یا پانو کے نیچے کھلا
اوزون کا دہانہ
بند ہو تو کیسے

○

عیش باغ

سیب کھانا منع ہے
عیش باغ میں
شکنتلا وستریھین ہو جائے گی
کولین ہو جائے گی کایا
تجھے بھی چھپانا پڑے گا
خطوط، نقطے، دائرے، زاویے
ننگے پربت
ننگے درخت
ننگے انانس سے
روایت بھی ہے
صدیوں سے
گپھا کے آگے لکشمن ریکھا
نہیں ہوتی
نظم پوری نہیں ہوتی
ادھوری رہ گئی

شکنتلا
سیب کھانا منع ہے
عیش باغ میں
کاش! یہ روایت
نہیں ہوتی

○

کارنامے

مچھلی علیل ہوئی تو
سنکھ سیپ گھونگھے
عیادت پر آئے
مینڈکی پانو دبا رہی تھی
سانپ سر سہلا رہا تھا
کچھوا چپ
مگرمچھ کے آنسو پر
موج افسوس، افسوس
ساحل گداز تھی
بے کنار تھی
کشتی بھنور میں
ریت بھر گئی تھی
مچھلی
علیل ہوئی تو
کتنے بڑے کام، کارنامے ہو گئے

○

جنگل کی باغبانی

بھلی ہے جنگل کی باغبانی
کم سے کم کسی گھنے پیڑ کے نیچے
تلوے سہلاتے
گزرتی ہے دوپہر
لیکن یہ
ریگستان کی پہرہ داری
صحرا کاری
جھلسے جس سے
سینہ ‘ شانہ ‘ سر باری باری
کب راس آئی
کسے آئی ‘ کون ہے وہ بھائی
میں ؟ نہیں ‘ مجھے
اچھی لگے ‘ دریا کی دربانی
یا جنگل کی باغبانی

○

بٹوارہ

زمین تقسیم ہو رہی ہے
بڑی مٹی سے چھوٹی الگ
اپنی چٹائی بچھا رہی ہے
کھیت ‘ ندی نالے تال تلیا
جنگل ‘ پہاڑ ‘ جھیل
دوپائے ‘ چوپائے
درخت ‘ پاکھی
سب الگ ہو رہے ہیں
اپنا گھر دوار ‘ آنگن اوسارا
چوپال ‘ ڈھابا
لیپ رہے ہیں گوبر سے
اک تبدیلی آ رہی ہے
باہر کی تنہائی
اندر کی اکائی سے دست و گریباں ہے
ٹوٹنا مقدر بن گیا ہے
چاہے وہ ریت کی دیوار ہو
یا مرمریں
سلین صنم

○

رقص الخاص

گپھاؤں میں التباس نہیں
نقوش بے لباس ہیں
خطوط عمود وافق پہ استوار
شئے حروف بن گئی
لے، نغمہ سرور بن گئی
آیات، اشلوک
منتر، سحر سے آباد
اس بستی میں
پتھروں کی نگری میں
سنگ دل چٹان
دیوتا ہے
موم جاں ہرنیوں کی ڈار پر فدا
گپھاؤں میں التباس نہیں
طاؤس کا رقص الخاص ہے

○

دھول میں ملا املتاس

خوش فہمی میں مبتلا ہے
سیمل کا اونچا درخت چھتنار
جس کی شاخوں میں مشعلیں روشن
ہزاروں بار آور، ثمرور
پیپل، آم، جامن، املتاس
موسمی وجد میں
سارا جنگل احتجاج میں
برگسار
اصیل ہاتھوں میں دودھاریاں
اپنی چمک دمک میں
مصروف کار
خوش فہمی زمیں بوس ہوئی
پہلی ضرب کلہاڑی کی
گھنے میں گونج اٹھی
پھڑ پھڑاہٹ کے ساتھ
مشعلیں بجھ بجھ گریں
دھوپ اداس
دھول میں ملا املتاس

○

آشنائی

آشنائی سر بہ سر اسی کو
سیاہی میں ضم سفیدی سے
آسیب قامت گھنی رات
تخلیق کے لئے
اخذ کرنا
صدف بند کرنا
موتی کو موج در موج صیقل کرنا
نفی سے اثبات کی دوری
طے پل پل کرنا
آشنائی سر بہ سر اسی کو
سیاہ پانی کی بلندی پہ کھڑی
کشتی سے
سیاہ پستی سے
محرابیوں کے
فانوسی اجالے سے
تخلیق کے لئے
اخذ کرنا سفیدی
آشنائی سر بہ سر اسی کو
رات کے تن سے

○

سامان شب گزاری

ہجوم کے ساتھ چلتے
بازار میں
بک رہا ہے
سامان شب گزاری
سنہری خواب آلود دھند
رات میں دھوپ نظر آنے والی
عینک' گاگزل ہاتھی دانت کے
ہجوم کے ساتھ چلتا ہے
شہر
خرید و فروخت کی بانہوں میں
بانہیں ڈال کے
سود و زیاں سے
بے نیاز
سڑک کی سوداگری
میزان سے منحرف نیلام پہ چڑھی
ناف' بال ہما' صدف
صارفی تعیش کے
اسباب' سامان شب گزاری
بازار میں بک رہا ہے
ہجوم کے ساتھ

○

مابعد اساطیر

غیر آباد، بنجر سیاروں کی
گپھاؤں میں
مابعد اساطیر کے تہذیبی
اثاثہ، نقوش و حروف
صرف کچھ کروڑ سال
ما قبل کے ہیں

تو کیا وہ جدید نہیں کہ
اس کی عکاسی
آئینہ کشی
ہوتی رہتی ہے
جب آسمان دھلادھلا سا
زمین کے سامنے
منڈلاتا ہے
شانے سے گردش بدلتا ہے

تو خزینے نہیں برستے
نقوش و حروف سے
فضا منور اور کہکشاں
اور قوس قزح
ہم دوش و آغوش
ہو جاتے ہیں

○

نوشتۂ دیوار

اس سے قبل کہ دیوار ہدف بنے
پوسٹر اور جید حروف میں لکھے
اعلان اور اشتہار
کاغذ اور رنگ و روغن
موسم، طوفانی دھول سے
سمجھوتہ کر لیں کہ آنے والے
مہ و سال کے دست برد سے
سجل سفیدیاں محفوظ نہیں
چتلی اور بھوری دو دھاریاں
اُگ آتی ہیں
جب چناؤ میں ہارے ہوئے وعدے
سڑک پر
روندے جاتے ہیں
پوسٹر اور اشتہار اور
نوشتۂ دیوار
تو اگلی ہوئی قسموں اور
اقرار ناموں سے پٹ جاتا ہے
بازار بالادستوں کے ہاتھ

○

دام ہوس

سیر طبق میں مصروف شاہیں
لگ گیا ہاتھ
کبوتر بازوں کے
سارا آکاش لہک اٹھا
گرم لہو سے
بہانہ بازی کا راز افشا ہوا
بلند کہساروں کی نوک
شاخ آہو پر
آشیانے چہک اٹھے
ممولے بیدار' باخبر ہوئے
بال و پر سے
پرواز کے لئے کشادہ فلک
وسعت نہایت بسیط
خلاء نیل گوں
موسم دست رس میں
رہنا نہیں قفس میں
سیر طبق میں معروف شاہیں
پھنس گیا دام ہوس میں

○

پھول کی پتی

دم ہے تو بے محابا سچ بول
حوالے اور اقتباس کی دریوزہ گری کیوں
چٹان اور کتبے
گپھاؤں سے برآمد فائزے
اکار پر کار' حاشیئے
محتاج نہیں کسی ماقبل طرح داری کے
آسمان کسی قوس قزح' کہکشاں
زمین کسی سبزہ رعنا
کہسار کسی منطق
پانی کسی بھنور اور کشتی کسی
بادباں کی
بے سہارا سچ بول
جیسے بے نیام تلوار سے کٹے
جاتے ہیں حلقۂ زنجیر
اور پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر

○

پنکھ پناہ

کبوتر
کلمہ......اشلوک نہیں پڑھتا
نہ حمد......بھجن
نہ دوہی غزل
نہ خط......پتر
کابوک آشنا
سمت آگاہ
صلح جو قاصدہ
شانت پردر
آج بھی ہے
برگ زیتوں لانے پہ آمادہ
پنکھ پناہ
طوفان آئے تو دیکھنا

○

بن پری

آرہی ہے
جنگل سے
کھل کھلا کے ہنسنے کی
اک صدائے برگ آسار
قہقہہ بھی سنتا ہوں
اونچے پورے پیڑوں کے
گدگدی بھی پتوں میں
ہائے توبہ زیر لب
اف لچکتی شاخوں کی
اس بہار جانی میں
آمدید
سرہل کی
سال پھول کے خوشے
بن پری کے جوڑے میں
ننھے ننھے منکے سے
کاش !
یہ سماں یونہی
زیر آسماں ہوتا

○

تحیر

تحیر نہ ہو تو کون
تیری دید کو ترسے
دشت میں اولے
شعلے برسے
کبھی ریت کے مینار سے
انار پھوٹے
کبھی برف کی پھوار سے
شرار چھوٹے
تحیر نہ ہو تو کون
تیرے عماق میں
تیری نیلگونی میں
پھول روپی شباہ دیکھے
دشت تحیرات میں

○

منبّت

میرا رنگ
کہساری
میں دبنگ چٹانوں کی
دوز میں
خانہ زن
پربتیہ خانوادے سے
منسلک......ایک سلسلہ
صدیوں پرے
میرا نقش نما
مندروں
معبدوں میں
منبت
عبد سے معبود تک

○

عنایت

آگ کا کیا ہے
جب چاہو
جہاں چاہو
اپنی شعلہ سامانی کے ساتھ
ہوا کے دوش پہ سوار
لہراتی، زبان لپلپاتی
قہقہہ در قہقہہ
ٹھہاکا مارتی
رقص جنوں پہ آمادہ ہو جائے
اس کے کل میں داخل ہے
واہ سنسکار
جنگل میں آگ تو
رو بہ روایت ہے
اور بستی میں
انسان کی عنایت

○

یہ کیسی زحمت بیداری

یہ کیا
میدان حشر ہے
کہ میرے گناہوں کی
قدر و قیمت
سزا و جزا
محاسبہ تک نہیں
یہ کیا
استواء، میزان و کرسی
کہاں جگہ ہے میرے لئے
نہ سرخ میں
نہ سفید میں
نہ دونوں کے درمیاں
کوئی فصیل بھی نہیں
او دی، عنابی
کیا یہی کارگاہ
بارگاہ ہے
یہ کیسی زحمت بیداری

○

دامِ تزویر

بہت ہو چکا اب آسن

گرھن کرنے دو

زخم کو جسم پر

جسم کو لہو کی دھار پر

لیکن بند ہوتی نہیں

سسکار، تھرتھری

یہ کیسی سزا ہے کہ

پتھر ریت بن گیا ہے

اور پانی کو جائے اماں نہیں

بس بہتا چلا جا رہا ہے

ڈھلان کی طرف جہاں

سیلاب جمع ہو رہا ہے

نظر بند، باندھ توڑنے کے لئے

○

کھول دو

چاروں دِشاؤں سے

آ رہی ہے

آواز

ایک ہی سر میں

ایک ہی لئے میں

ایک ہی دھن میں

کھول دو، کھول دو، کھول دو

پنجرہ

شکنجہ

گرہ

صوفی صافی

ماہیت ہے یا
ریاکاری
کل تک تو کتنے ہی
اشتہار
اعلان
نعرے
نیم برہنہ پوسٹر
چسپاں تھے
اس کی قماش پر
اب
سفیدی کاری
پس منظر کو ڈھک چکی ہے
برسات کے آنے تک
انتخاب کے آنے تک
دیوار
صوفی صافی ہوگئی ہے

○

تنکا

تنکا بھی
سہارا بن سکتا ہے
برائے نام ہی سہی
سیلابی حسرت کبھی
پوری نہ ہوگی
طوفانی ابال میں
چٹان کھسکتے
شہاتیر درختوں کے پر اکھڑتے
دیکھا
حادثہ تھم جانے دو
تنکا بھی
چھانو دینے لگے گا

○

سرد مہری

دروازہ
بند ہے تو بند ہے
ہوا
صدا
دعا
ایک کے بعد ایک
بے نیل و مرام واپس
پر
پتہ
کاغذ کا پرزہ بھی واپس
تو کیا
آئینہ چمکے یا پتھر برسے
برف میں دیمک لگے کیسے

○

جوئے بقاء

اہل شجر
کہاں تھے ہم
اس زمین پر
جب ترے اشارے پہ
ہوا چلی
تو برگ خستہ بھی نہ اڑا کہیں
جب دھوپ جھکی
تو گماں بھی
سائیگی کا نہ ہوا کہیں

اہل شجر
کہاں تھے ہم
تیشہ گر تھے
کہ چٹانیں بچھیں
اور جوئے بقاء
رواں نہ کہیں

○

کہاں گئے سب

کنوارے درختوں سے
جنگل چہک اٹھا
آج موسم کا جنم دن
جشن برگ و شجر کی
دھوم پڑی
تو بن اپون مہک اٹھا

....

برسوں بعد
ادھر آیا تو
ہم عمر و عصر درختوں کو
ڈھونڈ نہ پایا کہیں
کہاں گئے سب

○

پر تو ملے

ننانوے پروں والا
پرند
اڑانیں بھر رہا ہے
کھلے آکاش میں
ڈھونڈ رہا ہے ایک
پر
گم شدہ
کہکشاں سے پرے
جھلمل سماں میں
نیل کنارے
موتی چگتے
ممولے
ہم پرواز ہوں
پر...... پر تو ملے

○

اتصال

خداوند
مٹی میں نمی دے
پانی میں ہمک
دھوپ میں لہک
تیرہ و تار
خالی رات کے سائے
شدید دن کے درخت
گلے ملیں...... کچھ ایسا کر
کہ جہاں میں جھکوں
تو بھی جھکے
میرا دن
تیری رات سے ملے

○

زرخیز ہلال

نقطہ نشیں
خبر ہے کوئی
دائرے کی بھی
اس کے قریب آنے لگا
اب
لب مماس بھی
جس کا لمس
ہو گا نہ کبھی سعد
سوم اسوم نحس سے
ایک بار پھر ہو جائے گا
سیاہ بنجر
زرخیز ہلال
نازل ہو گا
دھرتی پہ زوال
نقطہ نشیں خبر ہے

○

سراب کی ہنسی

ما قبل قلم
انگلی سے
ریت پر
کشتی کی تصویر بنائی
تو سراب کی ہنسی
آب تک آئی
مابعد قلم......
انگلیوں نے
سراب کو صحرا کی طرف
کشتی کو ساحل کی طرف
موڑ دیا

○

دیوار کا جنم دن

آدھی رات کی دیوار پر
سرسراتی ہے
پرچھائی
پچھل پائی
بے خوابی کی
چرمراتی
بیداری کی
تھکی ہاری چارپائی
رات کا کوئی
باپ' بیٹا' نہ بھائی
دیوار کے جنم دن پر
صرف آدھی رات آئی
اور سرسراتی پرچھائی

○

قلم زد

بے خیالی میں
قلم زد ہو جائے
منظوم تسطیر
تو بعد اشاعت
خالی سی لگتی ہے
تحریر
اکثر
کبھی میز پر
کبھی دراز میں
کبھی رف و رد
حذف و منسوخ میں
دِکھائی دیتی ہے
مظلوم نظم کی صورت
پذیرائی کی
منت کرتی
دست بہ التجاء

○

کہ اب

پتھر
خون تھوک دے
ایسی چڑھائی
اور پسینہ
ایڑی سے پھوٹ پڑے
اور موسم سر پہ عمود
قدموں سے باز پرس کرتی تکان
سنگ میل پر
کہ آسکے آگے کوئی اور
پتھر نہیں
سب خون تھوک چکے ہیں
لیکن چڑھائی
پسپائی سے بے خبر
رخ بدلتی ہے
قدم بے بھروسہ اٹھ جاتے ہیں
کہ اب
بام کمند گیر ہو
بلندی اسیر ہو

○

ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی مور
مورو مگس بنوں
کبھی پر
شفالی سی بوند سے
کبھی لب
خوشی سے میں رنگ لوں
کبھی رقص بن کے ادا ادا
کبھی سُر
سرودِ ہوا بنوں

ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی آب دیکھوں
لہو لہو
کبھی خواب دیکھوں کہ رنگ و بو

کبھی ریت، ریت
صراط پر
کبھی دجلہ دجلہ
فرات پر
کبھی شمر شاہی سراب پر
کبھی تیر پہرہ تھا آب پر
ترے ہونٹ دیکھوں کہ آئینہ
ترا رخ مبین انا انا
مگر اے! شہید شمائلی
تری آبرو تھی علی علی

تو ہی
نیزہ نیزہ بلند تھا
ترا سر تو خضرا پسند تھا
جو جھکا تو خاک تھی مرمریں
جو کٹا تو ریت تھی احمریں
توی مصطفیٰ توی مصطفیٰ

ترا نام شہد سے لکھ کے میں
کبھی آب دیکھوں
لہو لہو
کہ سراب دیکھوں
عدو عدو